ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد۸ جمعۃ المبارک ۲۳ر فروری ۲۰۰۱ء شمارہ۸

۲۷ر ذوالقعدہ ۱۴۲۱ ہجری ☆ ۲۳ر تبلیغ ۱۳۸۰ ہجری شمسی

دعا کا طریق

حضرت مالک بن یسارؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں سامنے پھیلا کر مانگو، ہاتھ کو الٹا کر کے نہ مانگو۔ اور جب تم دعا کر کے فارغ ہو جاؤ تو دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرلو"۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب الدعاء)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

انسان ایسا کمزور ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر پاک ہو ہی نہیں سکتا۔

جب انسان کو نمازوں میں خشوع اور خضوع حاصل ہونے لگ جاتا ہے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اس کے دل سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔

"یاد رکھو کہ یہ جو خدا تعالیٰ نے قرآن مجید کی ابتداء بھی دعا ہی سے کی ہے اور پھر اس کو ختم بھی دعا پر ہی کیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ انسان ایسا کمزور ہے کہ خدا کے فضل کے بغیر پاک ہو ہی نہیں سکتا اور جب تک خدا تعالیٰ سے مدد اور نصرت نہ ملے یہ نیکی میں ترقی کر ہی نہیں سکتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ سب مُردے ہیں مگر جس کو خدا زندہ کرے اور سب گمراہ ہیں، مگر جس کو خدا ہدایت دے اور سب اندھے ہیں مگر جس کو خدا بینا کرے۔ غرض یہ سچی بات ہے کہ جب تک خدا کا فیض حاصل نہیں ہوتا تب تک دنیا کی محبت کا طوق گلے کا ہار رہتا ہے اور وہی اس سے خلاصی پاتے ہیں جن پر خدا اپنا فضل کرتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ خدا کا فیض بھی دعا سے ہی شروع ہوتا ہے۔

لیکن مت سمجھو کہ دعا صرف زبانی بک بک کا نام ہے بلکہ دعا ایک قسم کی موت ہے جس کے بعد زندگی حاصل ہوتی ہے جیسا کہ پنجابی میں ایک شعر ہے ۔ جو منگے سو مر رہے۔ مرے سو منگن جا۔ دعا میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے۔ وہ فیض اور فضل کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ یہ کیا دعا ہے کہ منہ سے تو اھدنا الصراط المستقیم کہتے رہے اور دل میں خیال رہا کہ فلاں سودا اس طرح کرنا ہے۔ فلاں چیز رہ گئی ہے۔ یہ کام یوں چاہئے تھا۔ اگر اس طرح ہو جائے تو پھر یوں کریں گے۔ یہ تو صرف عمر کا ضائع کرنا ہے۔ جب تک انسان کتاب اللہ کو مقدم نہیں کرتا اور اسی کے مطابق عملدرآمد نہیں کرتا تب تک اس کی نمازیں محض وقت کا ضائع کرنا ہے۔

قرآن مجید میں تو صاف طور پر لکھا ہے کہ ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ. الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ﴾ (المومنون:۲،۳)۔ یعنی جب دعا کرتے کرتے انسان کا دل پگھل جائے اور آستانہ الوہیت پر ایسے خلوص اور صدق سے گر جاوے کہ بس اسی میں محو ہو جاوے اور سب خیالات کو مٹا کر اسی سے فیض اور استعانت طلب کرے اور ایسی یکسوئی حاصل ہو جائے کہ ایک قسم کی رقت اور گداز پیدا ہو جائے تب فلاح کا دروازہ کھل جاتا ہے جس سے دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ دو محبتیں ایک جگہ جمع نہیں رہ سکتیں ......۔

اسی لئے اس کے بعد ہی خدا فرماتا ہے ﴿وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ﴾ (المومنون:۴)۔ یہاں لغو سے مراد دنیا ہے یعنی جب انسان کو نمازوں میں خشوع اور خضوع حاصل ہونے لگ جاتا ہے تو پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دنیا کی محبت اس کے دل سے ٹھنڈی ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ پھر وہ کاشتکاری، تجارت، نوکری وغیرہ چھوڑ دیتا ہے بلکہ وہ دنیا کے ایسے کاموں سے جو دھوکہ دینے والے ہوتے ہیں اور جو خدا سے غافل کر دیتے ہیں اعراض کرنے لگ جاتا ہے اور ایسے لوگوں کی گریہ وزاری اور تضرع اور ابتہال اور خدا کے حضور عاجزی کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ ایسا شخص دین کی محبت کو دنیا کی محبت، حرص، لالچ اور عیش و عشرت سب پر مقدم کر لیتا ہے"۔ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۶۲ تا ۶۴)

حسن ظن ایک حسین عبادت ہے۔ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے

بہت سی بدیاں صرف بدظنی سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس بات کا قطعی علم اور یقین نہ ہو اس کو دل میں جگہ مت دو

اگر کسی کی نسبت کوئی سوءظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرو اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو تا کہ اس مصیبت اور اس کے برے نتیجہ سے بچ جاؤ

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۹ر فروری ۲۰۰۱ء)

لندن (۹ر فروری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الحجرات کی آیت نمبر ۱۳ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ......الخ﴾ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا اور فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں بدظنی اور غیبت دونوں سے بڑی سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے بدظنی کے مکروہ پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے سب سے پہلے بعض احادیث نبویہ پڑھ کر سنائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ حسن ظن ایک حسین عبادت ہے۔ اور ایک اور روایت میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: بدظنی سے بچو کیونکہ بدظنی سخت قسم کا جھوٹ ہے۔ اسی طرح حضور اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ ایک انسان کے لئے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔

مسند احمد بن حنبل سے ایک روایت درج ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے وصال سے تین روز قبل فرمایا کہ تم میں سے ہر کوئی اس حال میں فوت ہو کہ وہ اللہ کے بارہ میں حسن ظن رکھتا ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ حسن ظن اللہ کے بارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تھا۔ روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت جابرؓ کو بھی یہ نصیحت فرمائی کہ تم فوت نہ ہو جب تک اللہ کے بارہ میں حسن ظن نہ رکھتے ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ موت کا تو

کسی کو علم نہیں کہ کب آنی ہے۔ اس لئے اس حدیث کا مطلب ہے کہ ہر لحہ جو تم زندگی گزارو وہ ایمان کی حالت میں ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے ایک اور حدیث نبوی کی تشریح میں فرمایا کہ جو شخص بندوں سے بدظنی رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے بھی بدظنی رکھتا ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں بدظنی سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ بہت سی بدیاں صرف بدظنی سے ہی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جس بات کا قطعی علم اور یقین نہ ہو اس کو دل میں جگہ مت دو۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ضروری ہے کہ حتی الوسع اپنے بھائیوں پر بدظنی نہ کی جاوے اور ہمیشہ نیک ظن رکھا جاوے کیونکہ اس سے محبت بڑھتی ہے اور اُنس پیدا ہوتا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بدظنی بہت ہی بری بلا ہے جو انسان کے ایمان کو تباہ کر دیتی ہے اور صدق اور راستی سے دور پھینک دیتی ہے اور دوستوں کو دشمن بنا دیتی ہے۔ صدیقوں کے کمال حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان بدظنی سے بچے اور اگر کسی کی نسبت کوئی سُوءِ ظن پیدا ہو تو کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرے تاکہ اس معصیت اور اس کے برے نتیجہ سے بچ جاوے۔

اسی طرح حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب خدا پر بدظنی ہوتی ہے تو پھر نہ نماز درست ہوتی ہے، نہ روزہ، نہ صدقات۔ بدظنی ایمان کے درخت کو نشوونما ہونے نہیں دیتی۔ اسی طرح آپؑ کا ارشاد ہے کہ شرّ بدظنی سے پیدا ہوتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے آخر پر فرمایا کہ ہمیں دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ میں کوئی بے وفا اور غدار پیدا نہ کرے۔

آداب تلاوتِ قرآنِ کریم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾۔ قرآن بھی ان لوگوں کے لئے ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔ ابتدا میں قرآن کے دیکھنے والوں کا تقویٰ یہ ہے کہ جہالت اور حسد اور بخل سے قرآن شریف کو نہ دیکھیں بلکہ نورِ قلب کا تقویٰ ساتھ لے کر صدق نیت سے قرآن شریف کو پڑھیں"۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ ۵۳۶)

(مرسلہ :ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد ،تعلیم القرآن ووقف عارضی)

شہرِ آشوب سے دردِ آشوب تک

کیا رہ گیا ہے ماتم لیل و نہار میں
ڈیرے لگائے موت نے بستے دیار میں
ظالم نے عمر کاٹ دی شغل شکار میں
بہہ بہہ کے جم گیا لہو شہر کمال میں
مشک ختن ہی رہ گئی دشتِ غزال میں

سہلاؤں زخم دوستاں ، غم کی دوا کروں
میں شاعر وفا سہی لیکن میں کیا کروں
نوحے کہوں کہ گیت لکھوں یا دعا کروں
کچھ سوجھتا نہیں ہے غم اندمال میں
ہے بے بسی کی گونج مرے ہر سوال میں

اڑتی ہے راکھ ہر طرف، اٹھتا ہے بس دھواں
شعلوں کی زد میں ہیں سبھی معبد ہو کہ مکاں
اب گوشۂ جناں پہ جہنم کا ہے گماں
دہشت رواں ہے قریۂ عبرت مثال میں
انسانیت یتیم ہوئی چند سال میں

مقصود کسب زر ہے فقیہہ و امیر کا
گھر دست غیب نے بھرا ہر بے ضمیر کا
ہے زیبِ تخت آج بھی کاسہ فقیر کا
نخوت ہے اپنی اوج پر مُلّاں کی چال میں
اور حرّیت اسیر ہے مکڑی کے جال میں

کرتی ہے ایک لاش سے ہر صبح ۔ ابتدا
ہر شام کے نصیب میں ہے گریہ و بکا
رکتا نہیں رکے سے تباہی کا سلسلہ
کب تک بھریں گی نفرتیں بارود نال میں
بندوق دیکھتی نہیں چہرے قتال میں

کس کس کا نام لیں کہ سبھی خستہ حال ہیں
اور رہنمائے ملک عجوزہ خصال ہیں
جتنے شریر ہیں وہ کمینوں کی ڈھال ہیں
عشق و وفا ہیں جن کے ہنر ایسے حال میں
وہ لازوال ہیں ۔ اسی عہد زوال میں

کرتا ہے عدل فیصلے سکّہ اچھال کر
اشرافِ قوم نامِ حمیّت سے بے خبر
اور دنیا خندہ زن ہے دیانت کے حال پر
کثرت ہے بولیوں کی اس قحط الرجال میں
سنئے کسی کا راگ وہ سر میں نہ تال میں

گھٹیالیاں نہ تخت ہزارے کی بات ہے
ہر سمت ظلم و جبر سے کجلائی رات ہے
عنوانِ صبح کشتگاں مولیٰ کی ذات ہے
تم دیکھنا وہ آگیا جس دن جلال میں
ہو جائیں گے اسیر ستمگر وبال میں

ہم آنسوؤں کی فصل کئی بار بو چکے
بازار صبر وضبط کے اب سرد ہو چکے
دم گھٹ رہا ہے اتنے شہیدوں پہ رو چکے
تازہ ہوا نہ دھوپ ہے کنجِ خیال میں
روح سخن خموش ہے گھرے ملال میں

(جمیل الرحمن۔ ھالینڈ)

قرآن کریم کی تلاوت بحالت غم کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرآن شریف غم کی حالت میں نازل ہوا ہے تم بھی اسے غم ہی کی حالت میں پڑھا کرو۔ (ملفوظات جلد ۵۔ ایڈیشن اول صفحہ ۲۰۱)

(مرسلہ :ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد ،تعلیم القرآن و وقف عارضی)

جماعت احمدیہ میں نظام شوریٰ

(چوہدری حمید اللہ ۔ وکیل اعلیٰ تحریک جدید)

(قسط نمبر ۳)

شوریٰ کی اہمیت

مجلس مشاورت ۱۹۲۳ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"ضروری ہے کہ کوئی جماعت اپنا مرکز قائم کرے اور اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ خلیفہ ہو جو اپنی رائے میں آزاد ہو لیکن وہ سب سے مشورہ طلب کرے۔ جو رائے اس کو پسند آئے وہ اس کو قبول کرلے اور جو رائے اس کو دین کے لئے اچھی نہ معلوم ہو خواہ وہ ساری جماعت کی ہو اس کو رد کر دے اور اس کے مقابلہ میں جو بات اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ڈالے اور جس پر اس کو قائم کرے وہ اس کو پیش کرے اور لوگ اس کو قبول کر کے عمل کریں"۔ (رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۲۳ء صفحہ ۷)

"خلیفہ کے باوجود مشورہ کی ضرورت ہے اور باوجود خلافت کی موجودگی کے مشورہ کی ضرورت ہے"۔

(رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۲۳ء صفحہ ۶)

"کوئی خلافت مستحکم نہیں ہو سکتی جب تک اس کے ساتھ مشورہ نہ ہو"۔

(رپورٹ مجلس شوریٰ ۱۹۲۳ء صفحہ ۸)

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ نے خلافت ثالثہ کے دور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی زندگی پر سوانح فضل عمر ترتیب دی اور اس کی جلد دوم میں صفحہ ۱۷۵ تا صفحہ ۲۱۲ "مجلس مشاورت" پر بہت جامع معلومات پیش فرمائی ہیں۔ پھر حضور ایدہ اللہ کے فرمودہ خطبات میں مزید تفصیلات آگئی ہیں۔ "شوریٰ کی اہمیت" سے متعلق چند ارشادات درج ذیل ہیں:

(۱)

"سوانح فضل عمر" مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ پر تحریر ہے:

"آج بھی یہ پاکیزگی اور تقدس کی روح مجلس مشاورت میں اسی طرح نظر آتی ہے۔ آج بھی وہی پاکیزہ فضا ہے۔ آج بھی وہی قدوسیوں کا اجتماع انابت الی اللہ کا منظر پیش کرتا ہے۔ آج بھی محض للہ مشورے دیئے جاتے اور قبول کئے جاتے ہیں۔ آج بھی دعاؤں کا وہی رنگ ہے اور خلافت کی وہی عظمت اور وہی احترام دلوں میں قائم ہے۔ دعائیں آج بھی اسی طرح آنسوؤں ہی کی زبان سے کی جاتی ہیں"۔

(۲)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۹۲ء میں فرمایا:

"جماعت اور مجلس شوریٰ حقیقت میں ایک ہی وجود کے دو نام بن جاتے ہیں۔ جیسے خلافت اور جماعت درحقیقت ایک ہی وجود کے دو نام ہیں اسی نقطہ نگاہ سے میں ہمیشہ یہی یقین رکھتا ہوں کہ خلافت کے بعد اگر شوریٰ کا نظام پوری جماعت میں مستحکم ہو جائے جیسا کہ اللہ کے فضل کے ساتھ خلافت مستحکم ہو چکی ہے تو اتنی بڑی طاقت جماعت کے نظام میں پیدا ہوگی کہ کوئی دنیا کی طاقت پھر اس کو مٹا نہیں سکتی"۔

(خطاب ۹/ستمبر ۱۹۹۲ء بمقام برسلز صفحہ ۲)

(۳)

مزید فرمایا:

"جماعت احمدیہ کی تربیت کے لئے مجلس شوریٰ بہت ہی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس کی شخصیت کو زندہ رکھنے کے لئے، اس کی صلاحیتوں کی حفاظت کے لئے یہ نظام بہت ضروری اور بہت ہی اہم کام کرنے والا ہے۔ چنانچہ جتنے یورپ کے ممالک میں اور دوسرے ممالک میں بھی جن میں مجلس شوریٰ قائم ہو چکی ہے وہاں سے اطلاعیں مجھے ملتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جماعت میں ایک بالکل نئی زندگی، نئی تازگی اور نیا اعتماد پیدا ہو گیا ہے اور ترقی کی رفتار بہت تیز ہو گئی ہے"۔

(خطاب ۹/ستمبر ۱۹۹۲ء بمقام برسلز صفحہ ۲)

(۴)

اسی طرح فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کے فضل سے تدریجاً آپ کی بھی ترقی ہوگی۔ آپ یوں سمجھیں کہ آج آپ بالغ ہوگئے ہیں کیونکہ مجلس شوریٰ کے بغیر بلوغت نہیں آتی۔ خیالات کی پختگی، وہ وقار، وہ ذاتی طور پر ذمہ داری میں شامل ہو کر بوجھ اٹھانے کا جو ایک خاص لطف ہے وہ مجلس شوریٰ کے بغیر پوری طرح آ نہیں سکتا"۔

(خطاب ۹/ستمبر ۱۹۹۲ء بمقام برسلز صفحہ ۲)

(۵)

۱۹۹۶ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"آنحضرت ﷺ ایک ہی نبی ہیں جن کو رحمۃ للعالمین قرار دیا گیا ورنہ دنیا کی تمام کتب کا آپ مطالعہ کرلیں کہیں بھی کسی نبی کو رحمۃ للعالمین قرار نہیں دیا۔ قوموں کے لئے رحمت تو پیدا ہوئے لیکن عالمین کے لئے ایک ہی نبی تھا جسے رحمت کا مظہر بنا کر بھیجا گیا اور رحمت ہے جس کو شوریٰ کی بنا بنایا گیا ہے۔ شوریٰ کی بنا قرار دیا گیا ہے۔ اگر رحمت کے بغیر محض عقل کے بندھن قوم کو باندھے ہوئے ہوں تو ان مشوروں میں ہی سچا تقویٰ اور دیانت پیدا ہو ہی نہیں سکتے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹/مارچ ۱۹۹۶ء)

(۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"یہ مشورے جو آپ دیئے جارہے ہیں یہ دنیوی تاریخ کے نقطہ نگاہ سے بڑے ہی اہم ہیں۔ آج سے ہزاروں سال بعد کے لوگ بھی مجلس شوریٰ کے مشوروں کا حوالہ دیا کریں گے کہ فلاں شوریٰ میں اس قسم کی بحث ہوئی تھی اور اس فیصلہ پر ہر جماعت پہنچی تھی۔ ہم میں سے اکثر لوگ مجلس مشاورت کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ اگر ہمارے ذہن میں یہ بات ہو کہ مجلس شوریٰ کتنی اہم ہے۔ اس کے اثرات دور رس ہیں تو ہم بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے منہ سے الفاظ نکالیں۔ کیونکہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے وعدہ کیا ہے ان الفاظ نے دنیا کے لئے ایک مثال بن جانا ہے۔ خدا کرے وہ دن جلد آئیں لیکن بہرحال وہ دن آنے والے ہیں کہ ساری دنیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے گی۔ انشاء اللہ۔

غرض یہ مجلس ساری دنیا کے لئے نمونہ ہے۔ ہم اتنے اہم مشورے کے لئے جمع ہوں اور پھر غیر محتاط الفاظ ہمارے منہ سے نکل جائیں، یہ ہمیں زیب نہیں دیتا۔ ترقی کرنے والی قوموں کی زندگی مسلسل غور و فکر اور عزم میں گزرتی ہے۔ ایک وقت ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص یا قوم پوری طرح فکر اور تدبر کرنے کے بعد کسی نتیجہ پر پہنچتی ہے اور اس پر وہ عمل کرتی ہے۔ ہمیں قرآن کریم نے یہ فرمایا ہے کہ ایک وقت تم پر ایسا آتا ہے جب تم ﴿شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ پر عمل کر رہے ہوتے ہو۔ تم جماعت کی ترقی، اسلام کی ترقی اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے قیام کے لئے باہم مشورہ کر رہے ہوتے ہو۔ پھر ایک وقت ایسا ہوتا ہے جب تم ﴿فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ﴾ پر عمل کر رہے ہوتے ہو۔ یعنی کسی پختہ نتیجہ تک پہنچ جاتے ہو اور پھر تم اپنے وسائل کی طرف نظر نہیں کرتے بلکہ اس نتیجہ پر پہنچنے کے بعد خواہ وسائل تھوڑے ہوں خواہ زیادہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے میدان عمل میں قدم رکھ دیتے ہو اور اس کے بعد تم ایک قدم پیچھے نہیں ہٹتے"۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۶۶ء صفحہ ۷۹-۸۰)

(۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"مجلس شوریٰ میں جو فیصلہ ہوتا ہے اُس کے یہ معنے ہیں کہ وہ خلیفہ کا فیصلہ ہے کیونکہ ہر امر کا فیصلہ مشورہ لینے کے بعد خلیفہ ہی کرتا ہے۔ اس لئے ان فیصلوں کی پوری پوری تعمیل ہونی چاہئے۔ جب تک کام کرنے والوں میں یہ روح نہ ہو کہ جو حاکم ہے اس کے احکام کی اطاعت کی جائے اس وقت تک ان کے حکم کا بھی کوئی احترام نہ کرے گا"۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء صفحہ ۳۶)

(۸)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"ہمارے کام کی اور ہماری ذمہ داریوں کی شکل بدل رہی ہے۔ بدل چکی بھی ہے اور بدل رہی بھی ہے۔ اس واسطے یہ چیز کہ Routine کے مطابق ہماری مشاورت یہاں آکر بیٹھے، باتیں کرے اور چلی جائے اس کا دنیا کو کوئی فائدہ نہیں۔ آپ نے دنیا کے مسائل کو حل کرنا ہے۔ اس کے متعلق سوچیں اور اصل میں تو خدا نے آپ کو Base بنا دیا ہے"۔ (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۷ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۹)

(۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا:

"دراصل شوریٰ کے نمائندے ایک خاص رنگ میں اپنے اپنے حلقوں کے قائد بنتے ہیں"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۳ء (غیر مطبوعہ) صفحہ ۱۹)

(۱۰)

شوریٰ کے فوائد

۱۔ "کئی نئی تجاویز سوجھ جاتی ہیں۔

۲۔ مقابلہ کا خیال نہیں ہوتا اس لئے لوگ صحیح رائے قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۳۔ یہ بھی فائدہ ہے کہ باتوں باتوں میں کئی باتیں اور طریق معلوم ہو جاتے ہیں۔

۴۔ یہ بھی فائدہ ہے کہ باہر کے لوگوں کو کام کرنے کی مشکلات معلوم ہوتی ہیں۔ خلیفہ کے کام میں سہولت ہوتی ہے"۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۲۲ء صفحہ ۱۶)

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

جماعت احمدیہ کمبوڈیا کی تبلیغی وتربیتی مساعی

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کمبوڈیا کے زیر انتظام مختلف تبلیغی وتربیتی مساعی کامیابی کے ساتھ جاری ہیں۔

☆......۱۹ر فروری تا ۲۹ر فروری ۲۰۰۰ء جماعت کے مشن ہاؤس پھنوم پین میں ایک تربیتی کلاس نواحمدی احباب کی منعقد کی گئی جس میں کمبوڈیا اور ویتنام کی مختلف جماعتوں سے اٹھارہ افراد شامل ہوئے۔ اس کلاس کے دوران روزانہ انفرادی نماز تہجد اور پنجگانہ نماز باجماعت کے علاوہ صبح آٹھ بجے سے بارہ بجے تک اور شام چار بجے سے چھ بجے تک تدریسی کلاسز لگائی جاتی رہیں جن میں مکرم حسن بصری صاحب مبلغ انچارج کمبوڈیا اور معلم مکرم موجب احمد صاحب نے شرکاء کلاس کو قرآن مجید، احادیث، وفات مسیح، صداقت حضرت مسیح موعودؑ اور آیت خاتم النبیین کا صحیح مفہوم، دجال کی حقیقت اور مالی قربانی وغیرہ موضوعات پر پڑھایا۔ شام کو ایم ٹی اے کے پروگرام اور بعض سوال وجواب کی ویڈیوز دکھائی جاتی رہیں۔ ایک روز کے لئے سب شرکاء کو چڑیا گھر کی سیر کروائی گئی۔ آخری روز کی تقریب میں سب نے اس کلاس کی افادیت کا ذکر کیا اور اس میں شمولیت کی سعادت ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔

☆......۵ر مئی تا ۱۳ر مئی ۲۰۰۰ء کو دوسری نوروزہ تربیتی کلاس مسجد النعمۃ جماعت کھناٹیک کوکوہ صوبہ کمپونگ چھنانگ میں منعقد کی گئی۔ اس میں ۲۴۔افراد نے حصہ لیا۔ ویزا کی مشکلات کی وجہ سے ویتنام سے صرف ایک مرد اور دو عورتیں اس کلاس میں شامل ہوسکے۔ الحمدللہ کہ یہ کلاس بھی بہت مفید اور بابرکت رہی اور تمام شرکاء نئے عزم اور ولولہ کے ساتھ واپس ہوئے۔ ویتنام میں ایک ضلع میں جہاں چند احمدی ہیں ایک بااثر غیر از جماعت بہت مخالفت کرتا تھا اور لوگوں کو جماعت کے خلاف اکساتا تھا۔ لیکن جب کمبوڈیا میں تربیتی کلاس میں شامل ہونے والے ایک خادم نے اسے مل کر احمدیت کی صداقت کے دلائل سمجھائے تو اس کی غلط فہمی دور ہوگئی اور اب جماعت کے متعلق اس کا رویہ ہمدردانہ ہے اور اس نے مخالفت چھوڑ دی ہے۔

☆......۲۵ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کو انڈونیشیا کے سفارتخانہ میں اسراء و معراج پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں تقریر کے لئے مکرم حسن بصری صاحب کو بلایا گیا۔ انہوں نے قرآن مجید واحادیث نبویہ کی روشنی میں اس موضوع پر ایک پرمغز خطاب کیا جس کے بعد دلچسپ سوال وجواب کی مجلس ہوئی۔

کمبوڈیا کے ایک ممتاز مذہبی عالم اپنی اہلیہ کے ساتھ مشن ہاؤس آئے۔ انہیں حضور ایدہ اللہ کے دورہ انڈونیشیا کی ویڈیو کیسٹس دکھائی گئیں۔ وہ قریباً دو گھنٹے تک گہرے غور اور انہماک کے ساتھ یہ

جماعت احمدیہ کمبوڈیا کے زیر انتظام پھنوم پین میں منعقدہ تربیتی کلاس کے شرکاء کا ایک گروپ فوٹو

ویڈیوز دیکھتے رہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی تصاویر کو بھی بڑے غور سے دیکھا اور کتب ولٹریچر کی نمائش کو بھی ملاحظہ کیا۔ انہوں نے جماعت کی خدمت اسلام کو سراہتے ہوئے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کا کوئی فرقہ ایسا نہیں جو جماعت احمدیہ کی طرح اسلام کو منظم طور پر دنیا میں پھیلانے کا کام کر رہا ہو۔

☆......۱۰ر تا ۱۲ر نومبر ۲۰۰۰ء پھنوم پین شہر میں کشتی رانی کا ایک مقابلہ دیکھنے کے لئے مختلف صوبوں سے ہزارہا کی تعداد میں لوگ آئے تھے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مکرم جعفر احمد صاحب صدر جماعت کی زیر نگرانی داعیان الی اللہ کی ایک ٹیم نے ۵۱۰۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا اور یوں ایک کثیر تعداد تک جماعت کا پیغام پہنچا۔

احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان عاجزانہ مساعی میں بہت برکت دے اور اپنے فضل سے ان کے دائمی وشیریں ثمرات عطا فرمائے اور اس ملک میں بھی کثرت سے قبول اسلام واحمدیت کی ہوائیں چلادے۔ آمین

گھٹیالیاں کی مسجد احمدیہ میں شہید ہونے والے پانچ احمدیوں کی شہادت کا دلگداز تذکرہ از صفحہ نمبر ۱۰

نصیر احمد صاحب ولد غلام محمد صاحب عمر ۷۰ سال

راہ خدا میں شہید ہونے والوں اور زخمی ہونے والوں میں سب سے زیادہ عمر کے نصیر احمد صاحب ہیں جو زخمی ہوئے اور نارووال میں زیر علاج ہیں۔ ان کی دائیں ران میں گولی لگی ہے۔ ہڈی بچ گئی ہے۔ یہ دو بھائی تھے دوسرے بھائی رحمت علی صاحب فوت ہوچکے ہیں۔ نصیر احمد صاحب کا ایک ہی بیٹا کلیم اللہ ہے جو لندن میں ہے۔ نصیر احمد صاحب درمیانی ستون کے اگلی طرف نماز پڑھ رہے تھے۔ جب گولی لگی تو حالت رکوع میں تھے۔ گولی لگنے سے گر گئے اور گولیاں ان کی اوپر سے گزرتی رہیں۔ مکرم نصیر احمد صاحب پندرہ بیس دن ہوئے جلسہ سالانہ لندن میں شرکت کرکے واپس آئے تھے۔ اس سے پہلے بھی چار پانچ دفعہ جلسے پر جاچکے ہیں۔ جماعت کے ساتھ اور خلیفۂ وقت کے ساتھ عشق کی حد تک لگاؤ ہے۔ ان کو حضور ذاتی طور پر جانتے ہیں۔ محترم نصیر احمد صاحب نماز کے بڑے پابند ہیں۔ صبح کی نماز کبھی نہیں چھوڑی۔ دیگر نمازیں بھی بروقت مسجد میں جاکر ادا کرتے ہیں۔ جب زخمیوں کو اٹھانے لگے تو یہ اپنا زخم بھول گئے اور کہا کہ پہلے عباس کو اٹھاؤ۔

☆......☆......☆......☆

گھٹیالیاں کی شرقی مسجد

گھٹیالیاں کا گاؤں دو حصوں میں تقسیم ہے۔ ایک کو گھٹیالیاں کلاں اور دوسرے کو جو چھوٹا حصہ ہے گھٹیالیاں خورد کہتے ہیں۔ اسی گاؤں کی شرقی مسجد میں جماعت احمدیہ کی تاریخ کا یہ دردناک اور سرخ خون میں بھیگا ہوا باب لکھا گیا۔

یہ مسجد ایک چھوٹے ہال کمرے اور صحن پر مشتمل ہے۔ کمرے میں اندازاً چار سے پانچ صفوں کی گنجائش ہے۔ ایک صف میں ۲۰ سے ۲۵۔افراد کی گنجائش ہوگی۔ کمرے کا ایک داخلی دروازہ ہے جس کے سامنے ہی ایک ستون ہے جس کے عقب میں محراب ہے۔ صحن میں کھڑے ہوکر مسجد کو دیکھیں تو یہ خوبصورت طرز تعمیر کی حامل نظر آتی ہے۔ وسطی دروازے کے دائیں بائیں گہرے بھورے رنگ کے چار شیشے ہیں جن کے نیچے خوبصورت نقوش والی گہرے بھورے رنگ کی پلیٹیں لگائی گئی ہیں۔ دروازہ مضبوط اور خوبصورت ہے۔

ہم صحن میں قبلہ رخ کھڑے ہوئے تو دروازے کے بائیں جانب خون کا ایک بڑا سا نشان نظر آیا جو عباس صاحب کا خون ہے، جنہوں نے حملہ آوروں کو للکارا۔ اندر داخل ہوئے تو دائیں طرف پھر صف پر خون کا ایک بڑا سا نشان تھا۔ یہ افتخار صاحب کا خون تھا جنہوں نے سب سے پہلے جام شہادت نوش کیا۔ اس کے علاوہ صفوں پر جابجا خون کے دھبے تھے اور محراب کے دائیں اور بائیں طرف اور فرش میں بھی کلاشنکوف کی گولیوں کے نشانات تھے۔ گولیوں نے سخت کنکریٹ اور سیمنٹ کو اکھاڑ کر رکھ دیا۔ مسجد کے اوپر سات مینار ہیں۔ دائیں بائیں کونوں والے مینار قدرے بلند ہیں مگر زیادہ اونچے نہیں۔ درمیان میں پھر دروازے کے دائیں بائیں قدرے اونچے مینار ہیں۔ اور ان کے درمیان تین خوبصورت نقوش کے مینار دروازے کے عین اوپر ہیں۔ یہ مسجد تاریخ احمدیت میں راہ مولا میں پیش کی گئی قربانیوں کا ایک ایسا باب ہے جس کی آب وتاب کو وقت کی گرد کبھی دھندلا نہیں سکے گی۔ صحن میں عباس صاحب کے خون کے بڑے سے نشان کے پاس ڈش لگی ہوئی ہے جس کے ذریعہ گھٹیالیاں خورد کے احباب ہر جمعہ محبوب امام کا خطبہ اور ایم ٹی اے کے دیگر پروگرام دیکھتے ہیں۔

☆......☆......☆......☆

شہداء کی شان

گھٹیالیاں خورد کے اس سانحہ میں جان دینے والے عجیب شان کے مالک تھے۔ انہوں نے اپنی جانیں اپنے مولا کے حضور ایسی اعلیٰ حالت میں پیش کیں کہ سب باوضو تھے۔ سب نے فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ کم از کم ایک بزرگ نے تہجد بھی مسجد ہی میں ادا کی۔ پھر ان سب نے اللہ کی پاک کتاب قرآن مجید کا درس سنا۔ اور مسجد ان کا مقام قربانی بنا۔ کیسی سعادت ہے! کیسا مرتبہ ہے!! کیسا بلند مقام ہے!! ان کی روحوں کو فرشتوں نے کس فخر اور کس پیار اور کس شان سے اٹھایا ہوگا اور مولا نے پیار اور محبت کی کیسی پیاری نظریں ان پر ڈالی ہونگی۔ ان کے زخمی وجودوں سے جنت میں کیسی پیاری مہک پھوٹ رہی ہوگی۔ فرشتے کس کس انداز سے ان کی ناز برداری کرتے ہونگے۔

اے گھٹیالیاں کے شہیدو! تم پر ہزار زندگیاں قربان۔ حقیقی زندگی تو وہ ہے جو تم نے پالی۔ ابدی حیات تو وہ ہے جس کے تم وارث ٹھہر گئے۔ اللہ کی رضا کی جنتوں کے حقدار تم ہی تو ہو۔ جماعت احمدیہ کے باقی افراد بھی تم سے ملنے کو بے چین ہیں۔ ؎

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

قابل فخر ہیں گھٹیالیاں کے مرد اور عورتیں، بچے اور بوڑھے انہوں نے راہ خدا میں اعلیٰ ترین مرتبہ پانے والوں کو پورے وقار، حوصلے اور صبر کے ساتھ رخصت کیا۔ انہوں نے کوئی آہ وزاری نہیں کی، کوئی بین نہیں کیا، کسی عورت نے آواز بلند نہیں کی۔ آنسو بہے اور اب تک بہے چلے جارہے ہیں مگر ہم اپنے مولا کی رضا پر راضی اور خوش ہیں۔ اللہ ہر احمدی کو یہ اعلیٰ نصیب عطا کرے۔ آمین ثم آمین

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

خطبہ جمعہ

رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہو۔

نکاح کے واسطے طیبات کو تلاش کرنا چاہئے۔ اسلام میں صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے

رشتہ ناطہ کے تعلق میں درپیش مختلف مسائل و مشکلات کا تذکرہ اور قرآن مجید، احادیث نبویہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اہم نصائح

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۹ر جنوری ۲۰۰۱ء بمطابق ۱۹ر صلح ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً. اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾۔(سورۃ الروم آیت ۲۲)

اس کا سادہ ترجمہ یہ ہے۔ اور اس کے نشانات میں سے (یہ بھی) ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس میں سے جوڑے بنائے تاکہ تم اُن کی طرف تسکین (حاصل کرنے) کے لئے جاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔ یقیناً اس میں ایسی قوم کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں بہت سے نشانات ہیں۔

پھر شادی سے پہلے اور شادی کے دوران اور اس کے بعد یہ دعا کرتے رہنا بڑا ضروری ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ واجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا﴾۔ یہ دعا شادی کے بعد بھی ضروری ہے بلکہ پہلے بھی اور اگر ان جوڑوں میں سے کوئی فوت ہو جائے اس کے بعد بھی اولاد تو بہرحال رہتی ہے اس لئے مسلسل ہمیشہ باقاعدگی سے شادی شدہ جوڑوں کو شادی سے پہلے، دوران اور بعد میں یعنی کسی ایک کی وفات کے بعد بھی یہ دعا جاری رکھنی چاہئے۔

اس ضمن میں چند احادیث میں آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی عورت سے چار اسباب کی بنا پر شادی کی جاتی ہے۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ فرمایا وہی بات حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ اس کے مال کی وجہ سے، اس کے حسب کی وجہ سے، اس کے حسن و جمال کی وجہ سے یا اس کی دینداری کی وجہ سے۔ ان چاروں باتوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت یہ ہے 'لیکن تو دیندار عورت کو ترجیح دے اللہ تیرا بھلا کرے'۔

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے پاس ایک عورت کی شادی کا پیغام آیا ہے جو اچھے خاندان اور مرتبہ والی ہے مگر اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے۔ کیا میں اُس سے شاید کرلوں۔ اب اس کے خاندان اور مرتبہ کی خاطر اس نے اس سے شادی کا فیصلہ کیا تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا 'نہیں' ۔ دوبارہ پوچھنے آیا تو پھر منع فرمادیا۔ تیسری مرتبہ پھر اجازت لینے کے لئے آیا تو آپؐ نے روک دیا اور فرمایا کہ ایسی عورت سے شادی کرو جو زیادہ بچے جننے والی اور بہت محبت کرنے والی ہو۔ میں تمہاری وجہ سے کثرت حاصل کرنے والا ہوں۔

اب شادی سے پہلے کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ کوئی عورت بہت بچے پیدا کرنے والی ہو گی۔ اس کی خاندانی روایات پر نگاہ رکھی جاتی ہے۔ اگر ماں اور باپ اچھے بچوں والے ہوں تو لازماً ان کی بیٹی بھی پھر اچھے بچوں والی ہو گی اور جہاں تک اس کی محبت کا تعلق ہے وہ پوچھ گچھ سے، تحقیق سے پتہ چل سکتا ہے کہ محبت والی طبیعت ہے کہ نہیں۔

ایک حدیث ہے سنن نسائی سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا ساری کی ساری فائدہ والی چیز ہے اور دنیا کی بہترین فائدہ والی چیز نیک عورت ہے۔

اسی طرح ایک اور روایت ہے ابوداؤد کتاب النکاح سے لی گئی ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب کسی عورت سے رشتہ طے کرنا چاہے تو وہ ہو سکے تو پہلے اس کے بارہ میں تحقیق کرلے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک لڑکی سے رشتہ کرنا چاہا تو میں نے پہلے پوشیدہ طور پر اس کے بارہ میں معلومات حاصل کرلیں اور پھر اس سے شادی کی۔ پس پوشیدہ طور پر جماعت کے ذریعہ یا اور اپنے ذرائع سے بچی کے متعلق تحقیق ضرور کرلینی چاہئے کہ کس قسم کی ہے۔

ایک روایت ترمذی سے حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لی گئی ہے۔ انہوں نے ایک جگہ منگنی کا پیغام دیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا 'اس لڑکی کو دیکھ لو کیونکہ دیکھنے سے تمہارے اور اس کے درمیان موافقت اور الفت کا امکان زیادہ ہے'۔ یہی ہمارا رواج ہے اور پردہ اپنی جگہ ہے۔ لیکن ماں باپ کی موجودگی میں ہونے والے رشتہ یا رشتہ کے خواہشمند لڑکے کو ماں باپ اپنی موجودگی میں مثلاً کھانے پر بلا سکتے ہیں اور وہاں وہ جس لڑکی سے شادی کرنا مقصود ہو اس کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ لے اس میں کوئی گناہ نہیں اور یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت ہے۔ اسی طرح بعض لوگ تصویریں بھی منگواتے ہیں لیکن تصویر سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ لڑکا ایک دفعہ خود لڑکی کے ماں باپ کی موجودگی میں اس کو دیکھ لے۔

ایک روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے کہ ایک کنواری لڑکی آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور بیان کیا کہ اس کے والد نے اس کی شادی کی ہے اور وہ شادی اسے ناپسند ہے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اسے اختیار دیا کہ وہ چاہے تو اس نکاح کو قائم رکھے اگر چاہے تو اس کو ردّ کردے۔

اب ہماری جماعت میں بھی خدا کے فضل سے یہی دستور ہے۔ اگر کوئی لڑکی مجھے شکایت کرے کہ میں فلاں جگہ رشتہ نہیں چاہتی اور میرے ماں باپ نے زبردستی کردی ہے تو میں اصلاح وارشاد کے سپرد کرتا ہوں کہ خود جاکر تحقیق کریں۔ اگر ماں باپ کی غلطی ہے تو لڑکی کو اس نکاح سے آزاد کروایا جائے اور اگر لڑکی کی اپنی غلطی ہو تو اس کو سمجھا دیا جائے اور جتنے معاملات میں بھی میں نے یہ قدم اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے کہیں بھی ناکام نہیں ہوا، ہر جگہ یا بچی سمجھ گئی یا والدین سمجھ گئے۔

ایک روایت بخاری کتاب النکاح میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کنواری لڑکی تو شرماتی ہے وہ کیسے ہاں کرے گی۔ فرمایا اس کی خاموشی اس کی رضامندی ہے۔ اگر پوچھنے پر لڑکی چپ رہے تو یہی اس کی رضامندی سمجھی جائے۔

دوسری قوم میں لڑکی دینا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ہماری قوم میں یہ بھی ایک بد رسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریقہ ہے جو احکام شریعت کے بالکل برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ رشتہ ناطہ میں یہ دیکھنا چاہئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے اور کسی آفت میں مبتلا تو نہیں جو موجب فتنہ ہو۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام میں قوموں کا کچھ بھی لحاظ نہیں صرف تقویٰ اور نیک بختی کا لحاظ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ یعنی تم میں سب سے زیادہ معزز وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ نیک ہو۔

غیر سیّد کا سیّد زادی سے نکاح کرنا۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی شادی، آپ مغل تھے، سیّدوں میں ہوئی اور سیّدوں کے بہت اعلیٰ گھرانہ میں ہوئی۔ یہ روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سوال پیش کیا کہ غیر سیّد کو سیّدانی سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا "اللہ تعالیٰ نے نکاح کے واسطے جو محرمات بیان کی ہیں ان میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ مومن کے واسطے سیّد زادی حرام ہے۔ علاوہ ازیں نکاح کے واسطے طیّبات کو تلاش کرنا چاہئے اور اس لحاظ سے سید زادی کا ہونا بشرطیکہ تقویٰ اور طہارت کے لوازمات اس میں ہوں افضل ہے"۔

ایک دوست کا سوال پیش ہوا غیر کفو میں نکاح۔ یہ کفو کا مسئلہ بھی کافی پیچیدہ ہے اور خوب غور سے سمجھنا چاہئے۔ ایک احمدی اپنی ایک لڑکی غیر کفو کو ایک احمدی کے ہاں دینا چاہتا ہے حالانکہ اپنی کفو میں رشتہ موجود ہے۔ اب یہ دو شرطیں ہو گئی ہیں۔ غیر لڑکے سے جو خاندان سے باہر ہے وہ کفو ہے اور ایک کفو کا رشتہ اپنے گھر میں بھی موجود ہے۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ "اگر حسب مراد رشتہ ملے تو کفو میں کرنا چاہئے"۔ یعنی اپنے ہی کفو میں ہو تو بہتر ہے۔ بہ نسبت غیر کفو کے۔ "لیکن یہ امر ایسا نہیں کہ بطور فرض کے ہو ہر ایک شخص ایسے معاملات میں اپنی مصلحت اور اپنی اولاد کی بہتری کو خوب سمجھ سکتا ہے"۔

اب ہمارے ہاں بھی یہ رواج ہو گیا ہے کہ بیوہ عورت ساری عمر بیٹھی رہے اور شادی نہ کرے یہ آنحضرت ﷺ کی سنت اور ارشادات کے خلاف ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "اگر کسی عورت کا خاوند مر جائے تو گو وہ عورت جوان ہی ہو دوسرا خاوند کرنا ایسا برا جانتی ہے جیسے کوئی بڑا بھاری گناہ ہوتا ہے اور تمام عمر بیوہ اور رانڈ رہ کر یہ خیال کرتی ہے کہ میں نے بڑے ثواب کا کام کیا ہے حالانکہ اس کے لئے بیوہ رہنا سخت گناہ کی بات ہے۔ عورتوں کے لئے بیوہ ہونے کی حالت میں خاوند کر لینا نہایت ثواب کی بات ہے۔ ایسی عورت حقیقت میں بڑی نیک بخت اور ولی ہے جو بیوہ ہونے کی حالت میں برے خیالات سے ڈر کر کسی سے نکاح کر لے اور نابکار عورتوں کی لعن طعن سے نہ ڈرے"۔

ملفوظات میں یہ عبارت درج ہے۔ سوال پیش ہوا کہ ایک لڑکی احمدی ہے جس کے والدین غیر احمدی ہیں۔ والدین اس کی ایک غیر احمدی سے شادی کرنا چاہتے ہیں اور لڑکی ایک احمدی کے ساتھ کرنا چاہتی تھی۔ والدین نے اصرار کیا۔ عمر اس کی اسی اختلاف میں بائیس سال تک پہنچ گئی۔ اب آج کل تو تیس تیس، پینتیس پینتیس سال کی لڑکیاں ہو جاتی ہیں مگر اس وقت اندازہ کریں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا گیا کہ اتنی بڑی ہو گئی کہ اس کی عمر بائیس سال تک پہنچ گئی۔ لڑکی نے تنگ آکر والدین کی اجازت کے بغیر ایک احمدی سے نکاح کر لیا۔ نکاح جائز یا ناجائز۔ حضورؑ نے فرمایا "نکاح جائز ہوا"۔ ایسی صورت میں احمدی ولی بن جاتا ہے، امیر جماعت ہو یا خلیفہ وقت کی طرف سے مقرر کردہ کوئی ولی بن جائے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

برائے رشتہ بعض تجاویز میں اب آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بیوگان اور مطلّقہ خواتین جو جوان ہیں ان کو دوبارہ رشتہ کی توجہ دلائی جائے۔ مطلّقہ اگر جوان نہ رہے، بوڑھی ہو چکی ہو تو پھر اس پہ دوبارہ شادی کرنا فرض نہیں ہے۔ باہر رشتہ کرنے کے خواہشمند لڑکوں کو اعلیٰ فنی تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہئے خصوصاً کمپیوٹر کی تعلیم ایم ایس سی یا بی ایس سی وغیرہ معیار کی ہو۔

اب جب سے میں نے رشتہ ناطہ پر زور دیا ہے میرے سامنے یہ مسائل پیدا ہو گئے ہیں اس سے پہلے تو میں ہرگز جس طرح انگریزی میں کہتے ہیں ten foot pole سے بھی نہ پکڑوں کسی رشتہ کو، میں ہرگز رشتہ ناطہ کے بارہ میں کوئی مشورہ نہیں دیا کرتا تھا مگر جب سے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے اس وقت سے میں دوبارہ دخل دے رہا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ اس طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ رشتہ ناطہ کے مسائل بہت گھمبیر ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی ایک رجسٹر خود اپنی تحویل میں رکھا ہوا تھا اور رشتے ناطے لڑکوں اور لڑکیوں کے اس سے دیکھ کر خود تجویز کر دیا کرتے تھے۔ اس لئے اس سنّت کو بھی جاری کرنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی خاطر میں نے دوبارہ رشتہ ناطہ میں کام شروع کر دیا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ کام تو اس کے کہنے سے ہے اور کروا خود ہی رہا ہے اور جو رشتے بھی اللہ اس دوران کروا رہا ہے بہت اچھے ہو رہے ہیں اور بعض بالکل بظاہر ناممکن رشتے تھے بڑی عمر کی ہو چکی تھیں یا بڑی عمر کا لڑکا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک ہو گئے۔

لیکن بیرون ملک مقیم لڑکیوں کو پاکستان سے مناسب رشتے مل سکتے ہیں اگر وہ اپنے معیار کو زیادہ اونچا نہ بنائیں تو وہیں ان کی شادی وقت کے اوپر اچھی جگہ ہو سکتی ہے۔ میرے اس بیان کو غلط سمجھنے کے نتیجہ میں مشکل یہ پیدا ہو گئی ہے کہ لوگ سب وہاں سے لڑکیوں اور لڑکوں کے کوائف بھیج رہے ہیں۔ لڑکے کے متعلق لکھتے ہیں کہ دسویں پاس ہے یا ایف اے ہے یا بارھویں فیل کہتے ہیں اور لڑکا بہت اچھا ہے اور بڑا خوبصورت ہے۔ اب آپ نے کہہ دیا ہے فوراً اس کا رشتہ باہر کروا دیں۔ اسی طرح لڑکیوں کا حال ہے۔ تو میں نے کب کہا تھا کہ ہر ایک کا انگلستان میں رشتہ کراؤں گا۔ یہ بالکل غلط فہمی ہے میں نے ہرگز کبھی یہ نہیں کہا۔ پاکستان میں رشتہ ناطہ کا نظام بہت بہتر بنا دیا گیا ہے اور اس وقت غالباً حافظ مظفر بھی اس کام پر بہت اچھا کام کر رہے ہیں رشتہ ناطہ کا شعبہ بھی ہے۔ تو زیادہ لمبی خواہشیں نہ کیا کریں۔ زیادہ اونچے معیار نہ دیکھیں۔ بچی کو وقت پر رخصت کرنا اس کے لئے بہتر ہے ورنہ اس کی زندگی خراب ہو گی اور اس کے ذمہ دار ماں باپ ہونگے۔

امراء کو چاہئے کہ ذیلی تنظیموں انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ وغیرہ کے ذریعہ بھی رشتہ ناطہ کے کام میں کوشش کریں۔

اب رشتہ ناطہ کے سلسلہ میں جو مسائل مجھے درپیش ہیں اس میں ایک تو یہ ہے کہ احباب لڑکوں کے کوائف نہیں بھیجتے جبکہ لڑکیوں کے کوائف دے دیتے ہیں۔ لڑکوں کے اپنی مرضی سے اور لڑکیاں میرے ذمہ۔ یہ تو انصاف کی بات نہیں ہے۔ اپنے لڑکوں کے بھی کوائف دیا کریں اور لڑکیوں کے بھی دیا کریں اور اس سلسلہ میں مجھے سہولت بھی ہو جائے گی ان کے رشتے تلاش کرنے میں۔

لڑکوں کے والدین ان کی شادی کی پروا نہیں کرتے جبکہ لڑکا شادی کی عمر کو پہنچ کر اپنے پاؤں پر کھڑا بھی ہو چکا ہوتا ہے۔ وہ دیر کرتے رہتے ہیں کہ لڑکے کا کیا ہے۔ لڑکے کا کیوں نہیں ہے، لڑکے کی بھی جلدی شادی ہونی چاہئے۔ میرا تجربہ ہے کہ اگر شادیاں جلدی کروائی جائیں تو لڑکا بھی دیر تک جوان رہتا ہے اور لڑکی بھی دیر تک جوان رہتی ہے۔

اب لڑکے کے باہر جانے کے شوق میں بیرونی رشتے طلب کرتے ہیں۔ وہ میں نے بیان کر ہی دیا ہے کہ لڑکے کے کوائف ایسے ہوتے ہیں کہ کوئی بیرونی لڑکی اس کو قبول کر ہی نہیں سکتی۔ یہاں بھی ملاقاتوں کے دوران مجھے ایسے لڑکے ملتے ہیں جو دبی زبان سے یہاں شادی کے خواہشمند ہیں تو اس پہ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ وہ ٹیکسی چلاتے ہیں۔ میں نے تو خود بھی اس کو ایک معزز پیشہ قرار دیا ہے، ہاتھ کی کمائی ہے جائز ہے، ایمانداری کی بات ہے۔ مگر اگر تعلیم بھی نہ ہو، دسویں بارھویں فیل اور پھر یہاں تقاضا کریں کسی لڑکی سے تو یہاں کی لڑکیاں بے تعلیم لڑکوں سے شادی کرنا ہرگز پسند نہیں کرتیں اور پھر جب ان کا گھر بار بھی کوئی نہ ہو تو آخر انہوں نے اپنی سہولت بھی تو دیکھنی ہے، اسی کا نام کفو ہے۔ وہ اگر اچھے حالات میں پلی بڑھی ہیں تو لڑکا بھی کچھ ایسا ہونا چاہئے جو ان کے کفو کے مطابق ہو۔

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواهشمند حضرات بذریعه
ٹیلیفون فری سروس سے فائده اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازه مال حاصل کر سکتے هیں

آج هی رابطه کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 FAX: 04504-202

اسی طرح یہ بھی مصیبت ہے کہ بیرون ملک رہنے والے لڑکے بعض اپنی مصلحتوں کی خاطر پاکستان میں شادی کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ ٹیکس کی خاطر، بعض دفعہ اپنے ماں باپ کی خدمت کروانے کی خاطر اور پھر لڑکی کو دھوکہ دے کر اس کو شادی کے بعد بلاتے نہیں اور ٹال مٹول کرتے رہتے ہیں۔ ایسے بہت سے کیس میرے سامنے آئے ہیں بکثرت ایسا ہو رہا ہے۔ جرمنی میں بھی بہت سے کیس ایسے ہیں اور دوسرے ممالک کے بھی لیکن جرمنی کے بہت زیادہ ہیں۔ تو امیر جماعت کو چاہئے کہ ایسے لڑکوں کا پتہ کر کے امور عامہ کے ذریعہ ان کو پکڑیں اور نصیحت کریں۔ اگر انہوں نے دھوکہ بازی میں شادی کی ہے تو یہ قول سدید کے خلاف ہے اور اس کے نتیجہ میں ان کا جماعت سے اخراج ہو سکتا ہے۔

ہاں لڑکے جو غیر از جماعت میں شادی کر لیتے ہیں خود ہی اس سے نقصان ایک یہ بھی ہے کہ احمدی لڑکیاں بے چاری کہاں جائیں گی۔ غیر از جماعت لڑکی سے شادی کرنا جائز ہے اس پہ ان پر تعزیر کوئی نہیں مگر جو غیر احمدی لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں ان کو دو نقصان ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنی اولاد کی طرف نظر نہیں رکھتے۔ غیر احمدی لڑکی سے غیر مسلم لڑکی سے شادی کی جائے تو شادی تو جائز ہو گی مگر اولاد تباہ ہو جاتی ہے۔ اور ایک اور ظلم یہ بھی کرتے ہیں کہ بعض لڑکیاں غیر احمدیوں سے شادی کرتی ہیں۔ پاکستان سے بکثرت ایسی اطلاعیں مل رہی ہیں اور وہ اپنی خاطر شادی کر کے تو ماں باپ کے لئے مصیبت کھڑی کر دیتی ہیں۔ بعض ماں باپ بیچ میں شامل ہوتے ہیں۔ ان کو تو سارے خاندان کو ہی مقاطعہ تو نہیں مگر آج کل اخراج کی سزا دی جاتی ہے۔ مگر اکثر دیکھا ہے کہ لڑکیاں پھر روتی پیٹتی ضرور گھر واپس آیا کرتی ہیں۔ شاید ہی کوئی شادی ایسی ہو جو کامیاب ہو اور کامیاب کا مطلب یہ ہے کہ اس دنیا میں بھی ذلیل اور آخری دنیا میں بھی۔ لیکن جو ناکام ہوتی ہیں کم سے کم وہ لڑکیاں آخر گھر آکے روتے پیٹتے اپنا دینی مستقبل تو سنوار لیتی ہیں۔

بعض لڑکیاں ایسی ہیں کہ جو غیر مسلموں میں بھی شادی کر لیتی ہیں۔ اب میرے علم میں ایسے معاملات ہیں کہ کسی نے سکھ سے شادی کر لی، کسی نے دہریہ سے شادی کر لی، کسی نے شادی کی ہندو سے جس کے گھر میں بت پرستی تھی اور بت رکھے ہوئے تھے۔ تو ایسی لڑکی کا تو پھر کوئی مستقبل نہیں اور میرے علم میں ہے کہ وہ بہت ہی ناکام موت مرتی ہیں۔ دکھوں کی موت خود بھی مرتی ہیں اور خاوند بھی ایک بہت ہی دردناک موت مرتا ہے۔ مگر یہ واقعات پرانے ہو چکے ہیں، میں ان کو دہرانا نہیں چاہتا۔

مگر ایک بات جو میں اس سلسلہ میں نصیحت کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ایک لڑکی ایک غیر احمدی لڑکے کے ساتھ خراب ہو جائے، مکفر مکذب کے ساتھ بھاگ جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی بہنیں اگر نیک ہیں تو ان سے بھی شادی نہ کی جائے۔ یہ مسئلہ ہمارے ہاں درپیش ہے حالانکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ اگر سارا خاندان ہی گندا ہو تو صاف پتہ چل جاتا ہے ہرگز وہاں شادی نہ کریں لیکن اگر ماں باپ پاک ہوں اور ان کی بیٹیاں پاک ہوں اور کوئی ایک بیٹی خراب ہوئی ہو تو اس کی وجہ سے باقی پاکیزہ بہن بھائیوں سے شادی نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور زیادتی ہے۔ اور قرآن کریم کے اس ارشاد کے خلاف کہ ﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ کوئی بوجھ اٹھانے والی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔

بعض دفعہ ماں باپ بہت نیک ہوتے ہیں اور ان کی اولاد خراب ہو جاتی ہے۔ بعض دفعہ بیوی کی وجہ سے بعض دفعہ کسی اور وجہ سے، بعض دفعہ ماں اور باپ دونوں نیک ہوتے ہیں۔ انبیاء کی بیویاں بھی تو قرآن کریم میں خراب بتائی گئی ہیں، انبیاء کے لڑکے بھی تو خراب بتائے گئے ہیں۔ تو انبیاء سے بہتر کوئی اپنے بچوں کی کیسے تربیت کر سکتا ہے لیکن جن بچوں کی اچھی تربیت ہو اور وہ نیک اور پاکباز ہوں کسی بدتربیت والے یا تربیت اچھی ہو مگر اس نے اسے قبول نہ کیا ہو، اس کی بیباکی اور بے حیائی کی وجہ سے ان نیک بچیوں کو رشتوں سے محروم کر دینا یہ بہت بڑا گناہ ہے اور ایسا انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہو گا۔

اب آج کل بیرون ملک شادی کے لئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کر دیا ہے کہ بہت خواہش ہے۔ مجھے حوالے شادی کے دیتے ہیں کہ آپ نے یہ کہا تھا، یہ کہا تھا کہ ہماری لڑکی اور لڑکے کو فوراً باہر بلالیں۔ یہ باہر بلانے کا میں نے کبھی نہیں کہا تھا۔ مجھے تو یاد نہیں۔ ہاں جو ایسے لڑکے ہوں جو اچھے کوائف رکھتے ہوں ان کو باہر بھی بلایا جا سکتا ہے اور یہاں بھی لڑکیوں کی شادی کے مسائل حل ہو سکتے ہیں، یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ اور روزگار کے سلسلہ میں کوشش کرنا رشتوں سے منسلک نہیں ہے۔ یہ ہمارا ایک الگ محکمہ ہے، امور عامہ ہے اور بہت سے شعبے ہیں ان کے ذریعہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ جن کے پاس کام نہیں ہے ان کو کام دلوا دیا جائے اور بعض دفعہ شادی کے نتیجہ میں بھی یہ واقعہ ہو جاتا ہے اور ان کو آپس میں گڈمڈ نہ کریں۔ جو کام کی تلاش ہے وہ الگ بات ہے اور جو باہر کام کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ ایسی فیلڈ میں کام اچھا سیکھیں۔ مثلاً کمپیوٹر ہے جس کے ذریعہ ان کو یہاں باہر اچھی نوکری مل سکتی ہے۔ اگر ایسا ممکن ہو تو یقیناً ان کے لئے یہاں سے اچھی لڑکی بھی تلاش کی جا سکتی ہے۔

بعض والدین اپنی بچیوں کی عمریں برباد کر دیتے ہیں کہ چھوٹی ہے جی اور بعض ان سے کام لیتے ہیں اس لئے کہ چھوٹے بچوں کی تربیت، ان کے تعلیمی اخراجات پورے کئے جا سکیں۔ یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے کہ کسی بڑی لڑکی بے چاری کو قربانی کا بکرا بنایا جائے۔ بعض بہنوں نے مجھے خط لکھا ہے اپنی بڑی بہن کے متعلق کہ ہمارے ماں باپ نے اس بے چاری پہ یہ ظلم کیا ہے کہ ہماری خاطر اس سے سارا کام لیا ہے۔ وہ تعلیم یافتہ تھی اور اب بھی رشتہ آیا ہوا ہے اور وہ نہیں کر رہے۔ میں نے بڑی سختی سے ان کو ہدایت کی ہے۔ آگے وہ مانیں نہ مانیں خدا تعالیٰ کو جوابدہ ہوں گے۔ لیکن ایک اچھا رشتہ آیا ہوا ہے تو فوراً اس کی شادی کر دیں۔

اسی طرح بعض لوگ اپنے معیار سے اونچا چاہتے ہیں۔ بعض لڑکیاں بڑی ہو رہی ہیں اور معیار سے اونچے رشتے کی تمنا میں بیٹھی رہتی ہیں۔ اپنا معیار بھی تو دیکھیں کیا ہے۔ اسی کے برابر رشتہ بھی قبول کریں۔ اور بعض جگہ یہ ظلم ہو رہا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ولی تو باپ کو بنایا ہے لیکن ماں وہاں باپ کے اوپر سوار ہوتی ہے اور لڑکیاں بھی اپنی ماں کی طرفداری کر رہی ہیں اور ایسی لڑکیاں سوائے اس کے کہ گھر بیٹھی بڈھی (بوڑھی) ہو جائیں اور ان کا کیا علاج کیا جائے۔ اونچے معیار بنائے ہوئے ہیں۔ آخر اگلے نے بھی تو معیار دیکھنا ہے۔ جس نے لڑکی ڈھونڈنی ہے وہ بھی تو کوئی معیار چاہتا ہے۔ تو یکطرفہ معیار کا جو اونچے معیار کا مطالبہ ہے یہ بہت بڑا گناہ ہے بلکہ ہماری شادی کے رشتوں میں بہت بڑی ایک لعنت ہے اس کو ختم کرنا چاہئے۔ اور ولی خدا نے ماں کو نہیں بنایا۔ ولی باپ کو بنایا ہے اس لئے باپ جہاں شادی کرنا چاہتا ہے ماں کو چاہئے وہ ہرگز دخل اندازی نہ کرے اور اپنی بیٹیوں کو بھی سمجھائے کہ باپ آخر تمہارا دشمن نہیں، خدا نے اس کو ولی مقرر کیا ہے، جس جگہ بھی وہ چاہتا ہے وہاں شادی کر لو ورنہ گھر میں بیٹھی بیٹھی بڈھی ہو جاؤ گی اور کوئی تمہیں نہیں پوچھے گا۔

یہ مختصر رشتہ ناطہ سے متعلق ہدایات تھیں جو میں سمجھتا تھا اس زمانہ میں بڑی ضروری ہیں کیونکہ اللہ کے حکم کے تابع میں رشتہ ناطہ کا انتظام کر رہا ہوں اور یہ ساری دقتیں مجھے درپیش ہیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ احباب جماعت پورا پورا تعاون فرمائیں گے اور اللہ کے فضل کے ساتھ جماعت کے رشتوں کے مسائل بڑی تیزی سے حل ہوں گے۔

ضمناً میں یہ بتا رہا ہوں کہ یہ رشتوں کے کام سارے اللہ خود ہی کر رہا ہے۔ اس کثرت سے بظاہر غیر ممکن رشتے ہو رہے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ جو میں مثال دیا کرتا ہوں کہ ایک انسان بعض دفعہ اپنے بچے کو بوجھل چیز اٹھانے کے لئے کہتا ہے اور اس طرح سے خود ہاتھ ڈال کے اس بوجھل چیز کو اٹھا رہا ہوتا ہے میرے اللہ کا بھی یہی سلوک ہے۔ کام سارے خود بناتا ہے اور بظاہر حکم مجھے ہے تم کرو۔

✿✿✿......✿✿✿......✿✿✿

ٹریول کی دنیا میں ایک نام

KMAS TRAVEL

پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ

جرمنی بھر سے تمام دنیا میں بالخصوص پاکستان سفر کرنے والوں کے لئے خوشخبری
پی آئی اے، گلف، امارات اور دوسری ہوائی کمپنیوں کے ٹکٹ حاصل کرنے کے لئے آپ کی خدمت کے لئے پیش پیش۔ ہر قسم کی پریشانی سے بچنے کے لئے اپنے سفر کے پروگرام کو قبل از وقت ترتیب دیں اور بکنگ کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔
رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود

KMAS TRAVEL

Dieselstr.20 , 64293 Darmstadt . Germany

Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394

Mobile: 0170-5534658

گھٹیالیاں کی مسجد احمدیہ میں شہید ہونے والے

پانچ احمدیوں کی شہادت کا دلگداز تذکرہ

صبر واستقامت اور جرأت ودلیری کی ایمان افروز اور حیرتناک داستان

(یوسف سہیل شوق)

گھٹیالیاں کا نام احمدی احباب کے لئے اس لحاظ سے معروف ہے کہ ربوہ کے بعد اسی قصبے میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام تعلیم الاسلام ہائی سکول اور تعلیم الاسلام کالج قائم ہوا۔ جن میں سے تعلیم الاسلام ہائی سکول آج بھی قائم ہے۔

اس قصبے کی تین ہزار کی آبادی میں دو تہائی تعداد احمدیوں کی ہے جبکہ ایک چوتھائی غیر از جماعت دوست ہیں۔ اس قصبے میں دو احمدیہ مساجد ہیں۔ ایک شمال میں اور دوسری مشرقی سمت میں۔ شرقی سمت کی مسجد شرقی کونے میں واقع ہے جس کے قریب ہی پسرور جانے والی سڑک گزرتی ہے۔

مورخہ ۳۰ر اکتوبر ۲۰۰۰ء کی صبح نماز فجر پانچ بجکر پچیس منٹ پر ادا کی گئی۔ امام الصلوٰۃ کے فرائض مکرم مشتاق احمد صاحب انجام دیتے ہیں جو اس مجلس کے زعیم انصار اللہ اور اس جماعت کے سیکرٹری امور عامہ بھی ہیں۔ نماز کے بعد انہوں نے تفسیر صغیر سے سورۃ فاتحہ کا درس دیا اور نوٹس بھی پڑھے جس کی وجہ سے درس معمول سے قدرے طویل ہوگیا۔ درس ختم ہونے کے بعد ایک نوجوان خادم محمد اسلم نے ان سے قرآن کریم لے لیا اور ان کے دائیں ہاتھ بیٹھ کر تلاوت کرنے ہی لگا تھا کہ مسجد میں قیامت برپا ہوگئی۔

پسرور کو جانے والی سڑک پر ایک سلیٹی رنگ کی کار آکر رکی جس میں دو افراد بیٹھے رہے اور باقی دو جنہوں نے چادریں لپیٹی ہوئی تھیں اور منہ پر نقاب ڈالے ہوئے تھے مسجد میں داخل ہوئے۔ ادھر درس ختم ہونے کے بعد تین افراد باہر نکلے سب سے آگے عباس علی صاحب تھے جو ایک مضبوط اور تنومند ۳۵ سالہ جوان تھے۔ کلاشنکوف سے مسلح دو افراد نے جو مسجد کے صحن سے آگے آ کر دروازے پر پہنچ چکے تھے، اندر سے نکلنے والے تین افراد کو واپس مسجد میں جانے کو کہا۔ عباس علی صاحب بڑی جرأت اور دلیری سے آگے والے شخص سے الجھ پڑے اور اس کی گن پر ہاتھ ڈال دیا اور ڈپٹ کر کہا کہ تم کون ہو تم باہر نکلو۔ اسی لمحے دوسرے مسلح شخص نے کلاشنکوف عباس علی صاحب کے جسم سے لگا کر پورا برسٹ ان کے پیٹ میں اتار دیا۔ اور اندر سے آنے والے دوسرے نوجوان کو بٹ مار کر اندر گرا دیا۔ اور تیسرے نوجوان تسنیم عرف مٹھو کو بھی اندر دھکیل دیا۔ اس نے اندر آتے ہی دروازہ بند کرنے کی کوشش کی اور ایک دروازے کی کنڈی لگا دی مگر دوسرا دروازہ بند نہ کر سکا۔ مسجد کے اندر بعض لوگ ابھی بیٹھے تھے اور بعض کھڑے تھے۔ مشتاق صاحب نے جو محراب میں بیٹھے تھے جب ایک نوجوان کو اندر کی طرف گرتے دیکھا تو وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی مسلح شخص کی کلاشنکوف سے گولیاں چلنے لگیں۔ اس نے نیم دائرہ بنا کر ساری مسجد کے اندر گولیوں کی بوچھاڑ کردی۔ .... گولیوں سے نکلنے والا دھواں اور جسموں سے نکلنے والا لہو ہر طرف پھیل گیا تھا۔ دونوں مسلح افراد نے چند لمحوں میں اپنی کارروائی ختم کی اور باہر نکل گئے۔ باہر نکل کر انہوں نے ہوائی فائر کیا تاکہ کوئی ان کے پیچھے نہ آسکے۔ پھر وہ بھاگ کر گاڑی میں جا بیٹھے اور سلیٹی رنگ کی کار پسرور کی طرف فرار ہوگئی۔

مسجد کے اندر لوگ ایک دوسرے پر گرے پڑے تھے۔ جن کو زیادہ گولیاں لگی تھیں وہ جان کنی کی کیفیت میں تھے۔ مشتاق صاحب حملہ آوروں کے جانے کے بعد کھڑے ہوئے تو ان کو احساس ہوا کہ وہ زندہ ہیں اور ان کا جسم بھی سلامت ہے۔ دراصل حملہ آور کے سامنے مسجد کا ستون تھا اور ستون کے عین سامنے محراب تھی جس میں مشتاق صاحب کھڑے تھے۔ جب ان کو احساس ہوا کہ وہ زندہ سلامت ہیں مگر بہت سے احباب شدید زخمی ہیں تو ان کے سینے سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی جو لوگ زندہ بچے گئے تھے انہوں نے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے لگانے شروع کر دئے۔ مشتاق صاحب نے لوٹے میں پانی لا کر زخمیوں کو پلانا شروع کیا۔ قصبے کے دیگر لوگ بھی جمع ہوگئے۔

ایک ایمان افروز نظارہ

لوگ زخمیوں کو سنبھالنے لگے تو ایک عجیب ایمان افروز نظارہ نظر آیا۔ جس زخمی کو سنبھالنے لگتے وہ ساتھ کے زخمی کی طرف اشارہ کرتا کہ پہلے اس کو سنبھالو۔ شدید زخمیوں کو موت کی آخری گھڑیوں میں بھی اپنے ساتھیوں کی فکر تھی۔

خدا کی راہ میں شہید ہونے والے عطاء اللہ صاحب کو گولیاں لگیں تو وہ نوجوان نسیم اسلم پر گر گئے۔ نسیم اسلم ۱۳ سال کا وقف نو ہے۔ گولیوں کی بوچھاڑ ختم ہوئی تو ۶۵ سالہ عطاء اللہ نے پوچھا بیٹا تمہارا کیا حال ہے۔ نسیم فوراً بولا چاچا جی میری بات چھوڑیں آپ کا کیا حال ہے، اپنی حالت بتائیں؟ عطاء اللہ صاحب کے جسم سے درجن بھر گولیاں پار ہوچکی تھیں اور وہ نیم بے ہوش تھے۔

گھٹیالیاں کے ان احمدیوں نے وہ شاندار اسلامی روایات زندہ کردیں جب میدان جنگ میں شدید زخمی ہونے والے اپنے سے زیادہ دوسروں کی فکر کرتے تھے اور دوسرے زخمیوں کو پانی پلانے کا کہتے تھے۔

نصیر احمد صاحب جو زخمیوں اور شہید ہونے والوں میں سب سے معمر ہیں اور جو اس وقت نارووال میں زیر علاج ہیں جب ان کو اٹھانے لگے تو بولے مجھے چھوڑو، عباس کو اٹھاؤ، وہ زیادہ زخمی ہے۔ پھر گاڑی میں نصیر اور عباس صاحب کو ڈالا تو عباس کا سر اپنی جھولی میں رکھ لیا۔ ہر زخمی دوسرے کو کہتا تھا کہ اسے سنبھالو مجھے چھوڑ دو۔

مشتاق صاحب نے بتایا کہ میرے بھائی عطا اللہ صاحب، میری بیوی کے چچا غلام محمد صاحب، میرے بھتیجے افتخار احمد اور شہزاد احمد زیادہ سخت زخمی تھے۔ موقع پر سب سے پہلے افتخار احمد صاحب راہ مولا میں شہید ہوئے، پھر نوجوان شہزاد احمد جس کی عمر ۱۶ سال تھی اور جو فرسٹ ائر کا طالب علم تھا راہ مولا میں شہید ہوگئے۔ زخمیوں کو گاڑیوں میں ڈال کر لے جایا گیا۔ نارووال پہنچ کر عطاء اللہ صاحب زندگی کی بازی ہار کر راہ مولا میں قربان ہوگئے اور پھر عباس صاحب جنہوں نے حملہ آوروں کو سب سے پہلے روکنے کی جرأت کی تھی راہ مولا میں جان فدا کر گئے۔ شدید زخمیوں کو لاہور منتقل کیا گیا۔ وہاں جاکر ہسپتال میں داخل ہونے سے پہلے ہی ۶۸ سالہ بزرگ غلام محمد صاحب ولد علی محمد صاحب راہ مولا میں شہید ہوگئے۔ اس طرح گھٹیالیاں خورد کے پانچ احباب نے راہ خدا میں شہادت کا روحانی تاج پہن لیا۔ کیسا خوش قسمت ہے یہ چھوٹا سا قصبہ جس کے دامن میں پانچ ہیرے ہیں جنہوں نے راہ مولا میں شہادت کا اعزاز پایا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات اپنی جناب میں ہر لحہ وہر آن بڑھاتا چلا جائے۔ آمین۔

صبر کا عظیم الشان مظاہرہ

شہادت پانے والوں کا پوسٹ مارٹم پسرور کے سرکاری ہسپتال میں ہوا۔ اگرچہ سارے گاؤں پر خوف اور دہشت اور شدید غم کی حالت طاری تھی مگر کہیں بھی احمدیوں نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اگرچہ ہر آنکھ آنسو بہا رہی تھی مگر کہیں سے بھی بین کرنے کی صدا بلند نہ ہوئی نہ کوئی بے صبری کا کلمہ منہ سے نکلا۔ جنازوں کو تدفین کے لئے لیجانے تک ہر طرف لا الہ الا اللہ اور کلمہ شہادت کا ورد جاری تھا۔ غیر از جماعت احباب کے لئے جو بڑی کثرت سے آئے ہوئے تھے یہ ایک حیران کن نظارہ تھا کہ کسی گھر سے رونے پیٹنے یا چیخنے چلانے اور بین کرنے کی آواز بلند نہ ہوئی۔ آواز آئی تو لا الہ الا اللہ کے ورد اور کلمہ شہادت کے ورد کی۔ جماعت احمدیہ کی روحانی تربیت کا یہ نظارہ غیر از جماعت دوستوں کے لئے بے حد متاثر کن تھا۔ چنانچہ ایک اخبار نے تو خاص طور پر اس کیفیت کا ذکر کیا۔

شہید ہونے والوں کے تابوتوں اور کفن دفن کا سارا انتظام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی طرف سے کیا گیا اور تین دن تک تمام گھروں اور مہمانوں کے کھانے کا انتظام بھی حضور ایدہ اللہ کی طرف سے کیا گیا تھا۔ پولیس کی بڑی تعداد بھی اس سانحے کے بعد آئی تھی جن کی تعداد ڈیڑھ سو کے لگ بھگ تھی۔ ان کے کھانے اور رہائش کا انتظام بھی جماعت کی طرف سے کیا گیا۔

نماز جنازہ

نماز جنازہ ٹی آئی ہائی سکول گھٹیالیاں کی گراؤنڈ میں ادا کی گئی۔ جنازہ میں شرکت کے لئے مرکز سلسلہ سے ایک وفد آیا۔ اردگرد کی جماعتوں سے بے شمار احمدی احباب بسوں، کاروں، ٹرالیوں اور موٹر سائیکلوں پر آئے تھے۔ جنازے کے شرکاء کی تعداد کا اندازہ ساڑھے تین سے پانچ ہزار تک لگایا گیا ہے۔ محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی جس کے بعد گھٹیالیاں کے قبرستان میں پانچوں شہداء کی تدفین ہوئی۔ جنازہ ادا کرنے کے بعد احباب نے بڑی ترتیب اور نظم وضبط کے ساتھ مرحومین کا آخری دیدار کیا۔ کہیں بھی کوئی بدنظمی یا افراتفری دیکھنے میں نہیں آئی۔ ہر کام سلیقے ترتیب اور اطمینان سے ہوا۔

گھٹیالیاں کی ماؤں بہنوں اور مردوں اور بچوں کو سلام جنہوں نے صبر واستقامت کی زرّیں تاریخ رقم کردی اور بزرگوں کے صبر کی تاریخ کو ایک دفعہ پھر زندہ کر کے دکھادیا۔

☆......☆......☆......☆

خوش نصیبوں کا ایمان افروز تذکرہ

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اے پاکیزہ صفات عاشقان دین تم پر خدا کی رحمتیں ہوں کہ تم نے خاک وخون میں غلطاں ہو کر راہ خدا میں جان قربان کرنے کی حسین رسم قائم کر دی۔

روزنامہ الفضل کا وفد جو ایڈیٹر الفضل عبدالسمیع خان صاحب، تنویر احمد صاحب کارکن شعبہ کمپیوٹر اور خاکسار پر مشتمل تھا سانحہ گھٹیالیاں میں شہید اور زخمی ہونے والے لواحقین سے ملنے اور اہل گھٹیالیاں سے تعزیت کرنے وہاں پہنچا تو صدر صاحب جماعت مکرم ماسٹر حمید احمد صاحب .

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

سے ملاقات ہوئی۔ وہاں پر امیر صاحب حلقہ بھی موجود تھے۔ صدر صاحب نے گاؤں کے ایک مخلص اور ذمہ دار نوجوان کو ہمارے ساتھ کر دیا جن کی معیت میں ہم نے شہداء کے لواحقین اور زخمیوں کے اہل خانہ سے ملاقات کی اور ان عظیم روحانی مراتب پانے والوں کے بارہ میں بہت ہی ایمان افروز معلومات حاصل کیں جو قارئین الفضل کی خدمت میں پیش ہیں۔

☆......☆......☆......☆

محترم افتخار احمد صاحب

راہ خدا میں شہید ہونے والوں میں یوں تو ایک سے ایک بڑھ کر ہیرا شامل ہے۔ ان میں نمایاں شخصیت محترم افتخار احمد صاحب ولد چوہدری محمد صادق صاحب کی ہے۔ افتخار احمد صاحب کی عمر ۳۵ سال تھی۔ ان کی یادگار ان کی بیوہ کے علاوہ دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ محترمہ بھی حیات ہیں جنہوں نے اپنے جوان بیٹے کی شہادت پر غیر معمولی مومنانہ صبر وضبط کا مثالی مظاہرہ کیا۔

افتخار احمد صاحب کے بڑے بیٹے کا نام وقار احمد ہے جو چھٹی جماعت کا طالبعلم ہے۔ چھوٹا بیٹا وقاص احمد ہے جو واقف نو ہے اور پہلی جماعت میں پڑھتا ہے۔ بچی کا نام طیبہ ہے جس کی عمر تین سال ہے۔ افتخار صاحب پانچ بھائی ہیں۔ بڑے بھائی کمال احمد صاحب آرمی میں ملازم ہیں۔ دوسرے نمبر پر افتخار احمد صاحب تھے۔ تیسرے بھائی مختار احمد صاحب بھی آرمی میں ملازم ہیں۔ چوتھے امتیاز احمد اور پانچویں اشفاق احمد صاحب ہیں۔ دو بہنیں ہیں بڑی بہن مسرت صاحبہ مکرم محمد ارشد صاحب مانگٹ اونچے کی اہلیہ ہیں۔ چھوٹی طاہرہ صاحبہ ہیں۔

مکرم افتخار احمد صاحب کا ذکر کرتے ہوئے میں نے ان کو گھٹیالیاں کا افتخار لکھا ہے۔ فی الحقیقت وہ اسم بامسمّٰی تھے اور بلاشبہ گھٹیالیاں کو ان پر ہمیشہ فخر رہے گا۔ وہ سارے گاؤں میں "پاء کھاری" (بھائی افتخار) کے نام سے معروف تھے۔ بڑا ہو یا چھوٹا ان کو اسی نام سے پکارتا تھا۔ وہ زمیندارہ کرتے تھے۔ ٹریکٹر ٹرالی اور تھریشر رکھا ہوا تھا۔ بے حد نیک، مخلص اور باقاعدگی سے نمازوں میں شامل ہونے والے تھے۔ خدام الاحمدیہ کی مجلس عاملہ کے رکن تھے۔ افتخار احمد مرحوم کے بھائی مختار صاحب نے بتایا کہ قریباً سوا سال قبل ہمارے والد صاحب وفات پاگئے۔ مگر افتخار صاحب نے اپنے حسن سلوک اور محبت سے اپنے بہن بھائیوں میں سے کسی کو محسوس نہ ہونے دیا کہ باپ کی وفات سے کوئی کمی ہوئی ہے۔ ان کی خاص خوبی جس کا مختار صاحب کے علاوہ گاؤں کے بہت سے لوگوں نے ذکر کیا، یہ تھی کہ کسی زید بکر کی خدمت کے کسی کام سے کبھی انکار نہ کرتے تھے۔ نہ کا لفظ ان کی ڈکشنری میں تھا ہی نہیں۔ چھوٹا یا بڑا ان کو کہیں روک کے کہہ دیتا "پاء کھاری" یہ کام کرنا ہے تو وہ بلا تامل اس کے ساتھ چل پڑتے۔ خدام الاحمدیہ میں وقار عمل کا شعبہ ان کے سپرد تھا لہٰذا کسی کو ٹریکٹر ٹرالی کی ضرورت محسوس ہوتی تو فوراً اس کی ضرورت پوری کرتے، ہرگز انکار نہ کرتے۔

انہوں نے زمیندارہ بہت اچھے طریق پر چلایا ہوا تھا۔ پورا سسٹم ٹریکٹر ٹرالی مشینری وغیرہ مہیا کی ہوئی تھی۔ اور بڑے منظّم طریق پر سارے کام کرتے تھے۔ جماعتی کاموں میں بالخصوص بہت دلچسپی لیتے تھے۔ جو ڈیوٹی ان کے سپرد کی جائے اس کو بڑے خلوص اور پوری ذمہ داری سے ادا کرتے تھے۔ ہر خادم سے ان کا تعلق تھا۔ احمدیوں کا کیا سوال ہر غیر از جماعت شخص سے ان کی دوستی تھی۔ نمازوں کی ادائیگی کا بہت شوق تھا۔ حضور کے خطبات جمعہ بڑی باقاعدگی سے سنتے تھے۔

دارالیمن شرقی ربوہ کے نصیر احمد صاحب باجوہ ربوہ میں تانگہ چلاتے تھے۔ افتخار صاحب ان

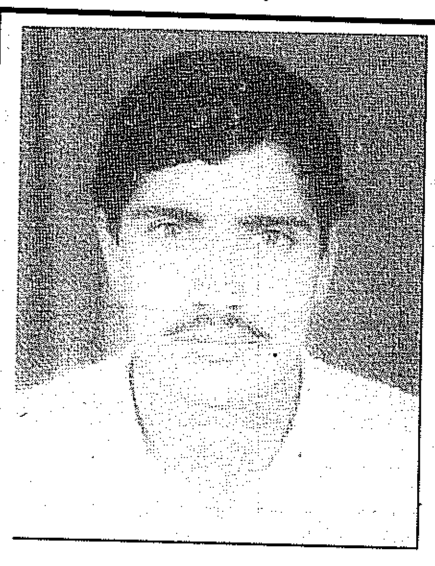

چوہدری افتخار احمد صاحب

کے ماموں زاد بھائی تھے۔ انہوں نے بتایا کہ اس سال جولائی میں مَیں گاؤں آیا۔ ان سے بہت باتیں ہوئیں۔ میرے کام کا حال احوال پوچھتے رہے۔ میں نے بتایا کہ میرا گھوڑا کمزور ہے اس لئے زیادہ کام نہیں کر سکتا میرے پاس اتنی گنجائش نہیں کہ اور گھوڑا خرید سکوں۔ یہ باتیں ہوتی رہیں۔ میں نے کوئی اور ذکر نہ کیا، نہ کوئی سوال کیا۔ جب میں جانے لگا تو دو توڑے چاول کے مجھے دیئے ایک خود اٹھالیا اور دوسرا ایک شخص کو اٹھوایا۔ سڑک تک میرے ساتھ آئے اور واپس ہوتے ہوئے جیب سے پانچ ہزار روپے نکالے اور میرے ہاتھ پر رکھ دیئے کہ اس سے موجودہ گھوڑا کسی سے بدلوا لو اور اچھا گھوڑا لے لو۔ نہ میں نے مطالبہ کیا نہ قرض مانگا۔ میں نے رقم لینے سے انکار کیا تو انہوں نے زبردستی رقم مجھے دے دی۔ آخر میں نے کہا کہ واپسی کب کرنی ہوگی؟ کہنے لگے میں نے واپس لینے کے لئے نہیں دیئے۔ تم جا کر کام چلاؤ۔ یہ ان کی محبت کا انداز تھا۔

ایک قریبی گاؤں عہدی پور میں ایک دوست نے احمدیہ مسجد کی تعمیر کے لئے زمین کا عطیہ دیا۔ زمین نیچی تھی، بھرتی ڈالنی تھی۔ آپ نے اپنا ٹریکٹر ٹرالی پیش کر دیا۔ وہاں اور بھی ٹریکٹر ٹرالی کام پر لگے تھے۔ نصیر باجوہ صاحب نے بتایا کہ میں نے پوچھا کہ ٹریکٹر ٹرالی کا ڈیزل یا معاوضہ وغیرہ کتنا لیتے ہیں؟ افتخار صاحب بولے، میں نے سوچا کہ جب ہم ٹریکٹر ٹرالی دے سکتے ہیں تو اس کا ڈیزل بھی دے سکتے ہیں۔ اس لئے میں کوئی پیسہ نہیں لے رہا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ کوئی شیعہ یا سنی ہو کوئی بھی ہو جب ایک دفعہ میرے دروازے پر آجائے تو میں اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹا سکتا۔

نصیر باجوہ صاحب نے بتایا کہ میں ان کے والد (میرے ماموں) کی وفات پر افسوس کے لئے آیا۔ جب واپس جانے لگا تو میرے ہاتھ میں کرائے کی رقم پکڑا دی۔ میں نے کہا میں تو افسوس کے لئے خود آیا ہوں۔ مگر اصرار سے کہا کہ رکھ لو۔ پھر کہنے لگے آپ مجھ سے بے شک بڑے ہیں مگر مجھے اپنے ماموں کی جگہ سمجھنا۔ کسی عزیز رشتہ دار کو تکلیف یا مشکل میں دیکھتے تو فوراً خود اس کے گھر پہنچ جاتے اور اس کی ہر ممکن مدد کرتے۔ ہر وقت ہنسنا اور مسکرانا ان کی عادت تھی۔ بات کرنے لگتے تو پہلے مسکراتے پھر بات کرتے۔ رشتہ دار ہو یا غیر، سب کا بھلا کیا۔ پلے سے خرچ کر کے خدمت کرتے۔ کوئی بڑی عمر کا آدمی سر پر پنڈ (بوجھ) اٹھائے جاتا نظر آتا تو اپنا بوجھ وہیں زمین پر رکھ دیتے اور اس کا بوجھ خود اٹھا کر اس کے گھر پہنچا کر آتے۔ غریبوں کو بلا کر کہتے ساگ وغیرہ کی ضرورت ہے تو میری زمین سے لے جاؤ۔ اپنے کھیت سے دوسروں کو اتنا دیتے کہ کھیت ختم ہو جاتا۔ اور پھر اپنی ضرورت کے لئے کہیں اور سے منگواتے اور کہتے کہ جب کوئی مجھ سے آ کر کہتا ہے تو میں انکار کر ہی نہیں سکتا۔

بوٹا نامی ایک غیر از جماعت دوست جو موری نامی گاؤں کا ہے ان کی وفات پر آیا تو زار و قطار رو رہا تھا۔ تدفین ہوئی تو ساری رات ان کی قبر پر بیٹھ کر روتا رہا۔ بار بار کہتا کہ میرا تو باپ مر گیا ہے۔ اس کی کیفیت یہ تھی کہ ہر وقت افتخار صاحب کے ساتھ رہتا۔ کام بھی ان کے ساتھ کرتا اور روٹی بھی ان کے ساتھ کھاتا۔ اسی طرح عباس علی صاحب نامی دوست جو ان کے ساتھ راہ مولا میں شہید ہوئے وہ بھی افتخار صاحب کے ایسے دوست تھے کہ ہر وقت ان کے ساتھ رہتے، کام بھی کرتے، کھانا پینا بھی اکٹھا تھا۔

ایک دفعہ گاؤں میں جھگڑا ہو گیا۔ اطراف سے تھانے جا کر ضمانتیں کرائیں۔ لوگ کہتے تھے افتخار کہہ دے تو یہ صلح کر لیں گے۔ چنانچہ افتخار کو بلایا گیا۔ انہوں نے دونوں فریقوں کی صلح کرا دی۔

اس سانحہ کے بعد یہ کیفیت تھی کہ لوگ اپنے عزیزوں سے بڑھ کر افتخار کا تذکرہ کرتے تھے۔ ان کی نیکیوں کو یاد کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی بے شمار نیکیوں کا پتہ چلا جن سے ان کے قریبی رشتہ دار حتی کہ بھائی تک بھی لاعلم تھے۔

مسواک کرنے کا بے حد شوق تھا۔ ہر وقت منہ میں مسواک رہتی۔ اسے چبا چبا کر دانت صاف کرتے رہتے۔ ایک دفعہ ان کے ماموں نے مذاق کیا کہ افتخار کو تو کوئی ٹہن کاٹ کر دے دو اس کے لئے یہ مسواک کافی نہیں۔ افتخار صاحب کی صحت ماشاء اللہ بہت اچھی تھی۔ چار پانچ ایکٹر کا سفر دو بوریاں سر پر اٹھا کر آسانی سے طے کر لیتے تھے۔

ایک دفعہ ان کا بھائی پانی لگا رہا تھا ایک دوسرے شخص نے ان کا پانی توڑ دیا۔ جھگڑا ہو گیا۔ اس کے بھائی نے دوسرے شخص کو کسّی دے ماری جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ بھائی گھر آگیا اور آ کر افتخار کو بتایا کہ فلاں شخص ہمارا پانی چوری کر رہا تھا میں اسے زخمی کر آیا ہوں۔ افتخار یہ سنتے ہی بھاگ کر گئے۔ زخمی کو اٹھایا۔ اس کو خود ساتھ لے کر ہسپتال گئے اس کی مرہم پٹی کروائی۔ کھانا کھلایا، اس کو خرچ کے لئے پیسے دیئے۔ وہ زخمی تھا کام نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ اپنے بھائیوں سے کہا کہ آؤ اس کی مونجی ہم لگا دیں۔ اس کے کھیت میں ٹریکٹر چلایا، کدو کیا، پھر مونجی (چاول کی فصل) کی پنیری لگائی۔ اس دوران سارا عرصہ زخمی سے رابطہ رکھا۔ اس کا حال پوچھتے رہے۔ اور کبھی بھول کر بھی یہ لفظ زبان پر نہ لائے کہ تو ہمارا پانی چوری کر رہا تھا۔

گاؤں کے لوگوں نے بتایا کہ جو شخص بھی ایک بار ان کے ڈیرے پر آ کر بیٹھ جاتا اس کو کھانا کھلاتے، پانی پلاتے۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو کسی بھی کام سے آیا ہو۔

☆......☆......☆......☆

شہزاد احمد ولد محمد بشیر صاحب
عمر ۱۶ سال

راہ مولا میں جان قربان کرنے والوں میں سب سے کم عمر یہ نوجوان تھا۔ شہزاد احمد پانچ بھائیوں میں دوسرے نمبر پر تھا۔ سانحے کی صبح اس نے نماز کے لئے اپنے تین چھوٹے بھائیوں کو اٹھایا اور نماز پر لے کر گیا۔ حادثے کے وقت یہ چار بھائی مسجد میں تھے۔ شہزاد کے بڑے

شہزاد احمد صاحب

بھائی محمد افضل صاحب ہیں ان کے بعد شہزاد تھا۔ اس کے بعد تین چھوٹے بھائی کامران، بشارت احمد اور طارق محمود ہیں۔ شہزاد کی دو ہمشیرگان شبانہ احمد اہلیہ فرقان احمد صاحب اور فاخرہ صاحبہ ہیں۔

شہزاد بڑا خوبصورت، صحت مند اور ذہین نوجوان تھا۔ اس نے اسی سال بڑے اچھے نمبروں پر میٹرک کیا تھا اور اب گورنمنٹ کالج آف سائنس میں فرسٹ ائر میں داخلہ لیا تھا۔ احمدیہ ہوسٹل لاہور میں داخل ہونا چاہتا تھا مگر وہاں سیٹ نہ مل سکی تھی۔

شہزاد احمد اس نوعمری میں بھی پکّا نمازی تھا اور دینی کاموں میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔ وہ پھرتیلے جسم کا کھلاڑی تھا۔ ہاکی، کرکٹ اور کبڈی کا شوقین تھا۔ پڑھائی میں بھی لائق تھا۔

شہزاد کے والد محمد بشیر صاحب آرمی سے ریٹائر ہوئے ہیں اور آج کل فارغ ہیں۔ بشیر صاحب معمر آدمی ہیں۔ اپنے بیٹے کی قربانی پر آپ

صبر کا مجسمہ تھے۔ اللہ ان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆......☆

محترم عطاء اللہ صاحب ولد مولا بخش صاحب عمر ۶۵ سال

راہ خدا میں شہید ہونے والے دو معمر بزرگوں میں محترم عطاء اللہ صاحب اور غلام محمد صاحب شامل ہیں۔ محترم عطاء اللہ صاحب کی عمر ۶۵ سال تھی۔ یہ مرید کے میں کوہ نور آئل ملز سے ۲۵۔۳۰ سال سروس کرنے کے بعد ریٹائر ہوئے اور پنشن پا رہے تھے۔ آج کل زمیندارہ کرتے تھے۔ ان کے پسماندگان میں ان کی اہلیہ زہرہ بیگم صاحبہ اور دس بچے ہیں جن میں چھ بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ خالد محمود صاحب آرمی میں نائب صوبیدار ہیں۔ آصف محمود صاحب دوکانداری کرتے ہیں، طاہر محمود صاحب سیالکوٹ میں ملازمت کرتے ہیں، شاہد محمود صاحب، عدنان محمود صاحب اور عمران محمود صاحب بھی ملازم ہیں۔ بچیوں میں کوثر صاحب اہلیہ جاوید اقبال یحیٰی صاحب، نسرین اختر صاحبہ اہلیہ ارشد احمد صاحب، غزالہ صاحبہ اور راحت عطا صاحبہ ہیں۔

عطاء اللہ صاحب خود پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ ان کے بھائیوں میں بڑے محمد نور صاحب ہیں۔ ان کے بعد خود تھے۔ ان کے بعد ثناء اللہ صاحب، محمد مالک صاحب اور مشتاق احمد تنہا صاحب (جو امام الصلوٰۃ ہیں اور حادثے کے روز جنہوں نے نماز پڑھائی اور درس دیا) شامل ہیں۔ ان کی ہمشیرگان میں ثریا بیگم، سلیمہ بی بی اور پروین اختر صاحبہ شامل ہیں۔

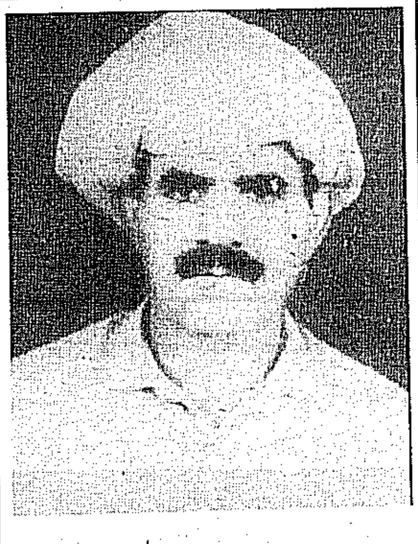

چوہدری عطاء اللہ صاحب

محترم عطاء اللہ صاحب بے حد مخلص احمدی تھے۔ پنجگانہ نماز باجماعت کے پابند تھے۔ جماعتی تقریبات میں ذوق وشوق سے شامل ہوتے۔ ورزشی مقابلہ جات میں پیش پیش ہوتے۔ ایم ٹی اے پر خطبات باقاعدگی سے سنتے۔ جماعت کے ہر کام میں آگے بڑھ کر حصہ لیتے اور کہتے سب سے مشکل ڈیوٹی میرے سپرد کردو۔

بہت بااخلاق تھے۔ اگرچہ لکھ پڑھ نہ سکتے تھے لیکن دعوت الی اللہ کا بے حد شوق تھا۔ ان کا سسرال غیر احمدیوں پر مشتمل ہے۔ کئی کئی دن ان کے پاس جا کر ان کو تبلیغ کرتے اور اپنی مدد کے لئے کسی پڑھے لکھے کو ساتھ لے جاتے۔ فیکٹری میں دوران ملازمت بھی دعوت الی اللہ جاری رکھی۔ اور کہتے کہ میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی میرا ساتھی اگلے جہان میں جا کر مجھے یہ کہے کہ مجھے احمدیت کا پیغام نہیں دیا۔ دُور دُور جا کر اپنے رشتہ داروں کو اپنے ساتھ گھر لے آتے، ان کی خدمت خاطر کرتے اور تبلیغ کرتے۔ جلسہ کے موقع پر کارروائی دکھانے کے لئے دُور دُور کے رشتہ داروں کو لے کر آئے۔ جماعت کے لئے بے حد جذبہ تھا۔

ان کے بارے میں ان کے عزیزوں نے یہ حیرت انگیز بات بتائی کہ عرصہ ۵۔۶ ماہ سے کہنے لگے تھے کہ میں نے راہ مولا میں جان قربان کرنی ہے۔ اگر کوئی ایسا موقعہ آیا تو دیکھ لینا سب سے پہلے میں جان قربان کروں گا۔ ایک دفعہ ربوہ میں ایک شہید کے جنازہ میں شرکت کے لئے گئے تو حسرت سے کہنے لگے کاش مجھے بھی راہِ خدا میں شہادت کا موقعہ ملے۔ اگر ایسا وقت آیا تو آپ دیکھ لیں گے۔ ان کی ہمشیرہ نے مذاق میں کہا کہ آپ تو لہو لگا کر شہیدوں میں شامل ہو جائیں گے۔ اس پر سنجیدگی اور جوش و جذبہ سے کہا کہ میں بڑی شان سے مروں گا۔ لہو لگا کر نہیں۔ واقعی انہوں نے راہ خدا میں شہادت کا رتبہ پایا۔

چند دن قبل انہوں نے مربی صاحب مکرم نوید احمد عادل صاحب سے کہا اگر میرے بچے نیکوکار ہوئے تو اچھے رتبے پائیں گے، ان کو نیکی کی تلقین کریں۔ دعا کریں اللہ ان کو قربانیوں کی توفیق دے۔ بلا شبہ عطاء اللہ صاحب نے شاندا موت پائی۔ عطاء اللہ صاحب! آپ سچے نکلے۔

☆......☆......☆......☆

محترم غلام محمد صاحب ولد علی محمد صاحب عمر ۶۸ سال

گھٹیالیاں کے اس سانحہ میں شہید ہونے والوں میں سب سے بڑی عمر کے محترم غلام محمد صاحب تھے۔ ان کی عمر ۶۸ سال تھی۔ انہوں نے اپنی یادگار ۶ بیٹے اور ۳ بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ بیٹوں میں محمد اقبال، ناصر احمد، محمود احمد، منظور احمد، محمد افضل اور مقصود احمد شامل ہیں۔ جو مختلف ملازمتیں کرتے ہیں۔ بیٹیوں میں نذیراں بی بی صاحبہ، مسرت بی بی صاحبہ اور نجمہ بی بی صاحبہ ہیں۔

محترم غلام محمد صاحب سانحہ میں شدید زخمی ہوئے۔ پہلے ان کو علاج کی غرض سے نارووال لے جایا گیا۔ وہاں سے لاہور منتقل کیا گیا۔ لاہور پہنچ کر ہسپتال لے جانے سے پہلے ہی مولائے حقیقی سے جا ملے۔

محترم غلام محمد صاحب زمیندارہ کا کام کرتے تھے۔ پروفیشنل انداز میں سارے کام خود ہی کرتے تھے۔ پنجوقتہ نمازوں کے عادی تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ ایم ٹی اے پر خطبہ باقاعدگی سے سنتے۔ جلسوں اور جماعتی تقریبات میں شرکت کرنا گویا جزو ایمان سمجھتے تھے۔ نہایت مخلص اور مالی قربانیوں میں پیش پیش رہتے تھے۔ ۶۸ سال کی عمر کے باوجود بہت اچھی صحت تھی۔ جوانوں کا سا جسم رکھتے تھے۔

☆......☆......☆......☆

محترم عباس علی صاحب ولد فیض احمد صاحب عمر ۳۵ سال

محترم عباس علی صاحب وہ دلیر جوان تھے جنہوں نے سب سے پہلے حملہ آوروں کی گن پر

چوہدری غلام محمد صاحب

ہاتھ ڈال دیا اور ایک حملہ آور سے گتھم گتھا ہوگئے۔ یہ افتخار صاحب کے دوست تھے۔ ان کے ساتھ مل کر ہی زمیندارہ اور محنت مزدوری کا کام کرتے تھے۔ تھوڑی سی زمین بھی تھی۔ یہ شادی شدہ تھے۔ ان کی یادگار بیوہ کے علاوہ ایک بچی اور ایک بچہ ہے۔ بیٹے وقاص احمد کی عمر ۶ سال اور بیٹی عاصمہ کی تین سال ہے۔ محترم عباس صاحب کے بارے میں بتایا گیا کہ انتہائی شریف آدمی تھے۔ گاؤں میں کسی سے لڑائی نہ تھی۔ ہر کسی سے پیار تھا۔ صحت مند اور طاقتور تھے، محنتی اور کام کے دھنی تھے۔ نمازی تھے۔ یہ نارووال پہنچ کر شہید ہوئے۔

☆......☆......☆......☆

راہ خدا میں زخمی ہونے والے

ماسٹر محمد اسلم صاحب اور ان کے تین صاحبزادے

سانحہ گھٹیالیاں میں زخمی ہونے والوں میں شامل ہیں۔ سانحہ کی صبح فجر کی نماز میں اس گھر کے پانچ افراد نماز میں شامل تھے۔ یعنی ماسٹر محمد اسلم صاحب کنور ولد غلام قادر صاحب۔ ان کی عمر ۶۱ سال ہے۔ ان کے بیٹے ندیم اسلم صاحب جن کی عمر ۲۴ سال ہے۔ تسنیم اسلم صاحب بعمر ۲۰ سال۔ عظیم اسلم صاحب ۱۶ سال اور قسیم اسلم صاحب ۱۳ سال۔

ان میں سے ماسٹر صاحب اور ان کے تین بیٹے زخمی ہوئے۔ خود ماسٹر صاحب شدید زخمی ہیں۔ ان کی ٹانگوں اور بازوؤں میں گولیاں لگی ہیں۔ ندیم اسلم صاحب کی ٹانگوں اور پنڈلیوں پر کئی گولیاں لگی ہیں۔ قسیم صاحب کا گھٹنا ٹوٹ گیا اور ران میں گولی لگی۔ عظیم اسلم کو کمر پر تھوڑا سا زخم آیا ہے۔ ان کی بیٹوں میں تسنیم اسلم وہ تھے جن کو حملہ آوروں نے کلاشنکوف کا بٹ مار کر مسجد کے اندر گرا دیا تھا۔ ان چار بیٹوں کے علاوہ ماسٹر اسلم صاحب کے دو اور بیٹے وسیم اسلم اور کلیم اسلم صاحب بھی ہیں۔

بہادر واقف نو

اس سانحہ میں زخمی ہونے والوں میں سب سے کم عمر عزیز قسیم اسلم ہے جس کی عمر ۱۳ سال ہے۔ یہ واقف نو بچہ ہے جس نے بہادری اور استقامت کی مثال قائم کردی ہے۔ گولیاں لگنے سے اس کا گھٹنا ٹوٹ گیا اور ران میں گولی لگنے سے گوشت ادھڑ گیا۔ لیکن یہ بچہ ذرا نہیں رویا۔ یہ بچہ اپنے والد اور بھائی کے ساتھ میو ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ یہ واقف نو بچہ ہسپتال میں حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار بلند آواز سے پڑھتا رہتا ہے۔ پھر دعائیں پڑھتا ہے اور درود شریف کا وِرد بھی بآواز بلند کرتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر اس بچے کی بہادری اور جرأت کو دیکھ کر حیران ہیں۔ اس نے کبھی اپنے زخموں پر آہ وزاری نہیں کی، نہ حملہ آوروں کو کوئی بددعا دی۔ بلکہ یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ تمام زخمیوں اور ان کے لواحقین نے حملہ آوروں کو کوئی غصہ سے بھرا ہوا جملہ نہیں کہا۔ ان کو کوسنے نہیں دئے۔ ان میں عورتیں اور مرد سب شامل ہیں۔ سب کی زبان پر ایک ہی بات تھی۔ ہمارے مرد ہمارے بیٹے راہ خدا میں شہید ہوئے ہیں۔

☆......☆......☆......☆

محمد عارف صاحب عرف بوٹا ولد محمد یار صاحب عمر ۳۵ سال

زخمیوں میں محمد عارف صاحب بھی شامل ہیں جو گاؤں میں بوٹا کے نام سے معروف ہیں۔ یہ بھی سخت زخمی ہوئے۔

☆......☆......☆......☆

باقی صفحہ نمبر ۴ پر ملاحظہ فرمائیں

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی محیّر العقول سیاسی بصیرت و فراست

(دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت)

ہمارے دیں کا قصوں پہ ہی مدار نہیں
نشان ساتھ ہیں اتنے کہ کچھ شمار نہیں

حقیقی اسلام کی حقانیت و صداقت کے دلائل ونشانات لاتعداد ہیں۔ سمندر کے قطرے، زمین کے ذرّے اور آسمان کے ستارے گنے جاسکتے ہیں مگر اسلام کی آیات بینات اور حجج قاطعہ کا احاطہ ممکن نہیں اور ہر گز ممکن نہیں اور طالب صادق اور حق کے متلاشی کے لئے تو امام عصر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی متعلق مصلح موعود (منقول از اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء) کا عالمی نشان ہی کافی ہے کیونکہ اس میں سیدنا محمود المصلح موعود (ولادت ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء۔ وفات ۷/۸نومبر ۱۹۶۵ء) کی ولادت باسعادت سے بھی چار برس قبل ۵۲۔ایسی مہتم بالشان صفات بیان کی گئیں جو آپ کی پوری زندگی، آپ کے شاندار کارناموں اور بے مثال اخلاق وشمائل پر حاوی اور آپ کی مقدس اور خدانما شخصیت کی عکسی تصاویر تھیں جن میں سے ہر ایک صفت اس صفائی، وضاحت اور شان وشوکت کے ساتھ معرض وجود میں آئی کہ اپنے ہی نہیں بیگانے بھی دنگ رہ گئے۔

مثلاً الہام میں بتایا گیا تھا کہ "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا"۔باوجودیکہ آپ ایک خالص مذہبی وروحانی جماعت کے پیشوا تھے مگر زمانہ حاضر کے چوٹی کے مسلم زعماء مثلاً مؤرخ اسلام سید عبدالقادر صاحب ایم۔اے، مولانا محمد علی جوہر، خواجہ حسن نظامی دہلوی، مولانا عبدالمجید سالک، جناب محمد ابراہیم برہم مدیر اخبار "مشرق" گورکھپور، مولانا محمد دین فوق مؤرخ کشمیر، میاں احمد یار خان دولتانہ، سید رئیس احمد صاحب جعفری، میاں محمد شفیع (م۔ش)، سردار شوکت حیات خان کو حضرت مصلح موعودؓ کی ذہانت وفراست کالوہامانناپڑا۔ حتی کہ "مفکر احرار" چوہدری افضل حق جیسے معاند احمدیت بھی آپ کے عالی پایہ اور زبردست انقلابی دماغ کی قوت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوگئے۔

قسط امروزہ میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی محیر العقول سیاسی بصیرت کی تین واقعاتی، تاریخی اور فیصلہ کن مثالیں پیش کرنا مقصود ہے جس سے یہ حقیقت چمکتے ہوئے سورج کی طرح پوری آب و تاب کے ساتھ کھل کر سامنے آجائے گی کہ جس طرح سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اشتہار ۲۲؍مارچ ۱۸۸۶ء میں مصلح موعود سے متعلق پیشگوئی کے بارہ میں فرمایا تھا بلاشبہ یہ "ایک عظیم الشان نشانِ آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم ﷺ کی صداقت وعظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے"۔

پہلی مثال (تحریک آزادیٔ کشمیر)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۱۶؍اکتوبر ۱۹۴۷ء کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

"پاکستان یا ہندوستان میں ریاست ہائے کشمیر وحیدر آباد کی شمولیت کا فیصلہ بیک وقت ہونا چاہئے۔ خواہ حکمران یا خواہ عوام کو شمولیت کے فیصلہ کا مجاز قرار دیا جائے لیکن دونوں ریاستوں کے فیصلہ کا معیار ایک ہی ہونا چاہئے۔...... کشمیر کا پاکستان میں شامل ہونا اشد ضروری ہے کیونکہ اگر کشمیر ہندوستان میں شامل ہو گیا تو پاکستان کی سرحد پانچ سو میل لمبی ہو جائے گی اور حملے کا خطرہ بڑھ جائے گا"۔

(اخبار "زمیندار" لاہور۔۱۹؍اکتوبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۵)

ازاں بعد حضور نے جماعت احمدیہ کے آرگن الفضل (۱۹؍اکتوبر ۱۹۴۷ء) میں "کشمیر اور حیدر آباد" کے زیر عنوان ایک مفصل مضمون بھی رقم فرمایا جس میں حکومت پاکستان کو زبردست انتباہ فرمایا کہ حیدر آباد اور کشمیر کی ریاستوں کے سوال متوازی ہیں مگر افسوس اس نے اب تک اس نہایت اہم پہلو کی طرف توجہ نہیں کی جبکہ ہندوستانی گورنمنٹ جلد جلد ایسے حالات پیدا کر رہی ہے کہ شاید دونوں ریاستیں ہی ہندوستان میں شامل ہو جائیں۔ پس حکومت پاکستان کو اعلیٰ سطح پر ان دونوں ریاستوں کے متعلق فوری طور پر بیک وقت ایک اصول منوالینا چاہئے کہ وہ دو اصولوں میں سے کس کے مطابق فیصلہ چاہتی ہے۔ آیا والیٔ ریاست کی مرضی کے مطابق یا آبادی کی کثرت رائے کے مطابق۔ اس ضمن میں صاف صاف لفظوں میں آپ نے تحریر فرمایا:

"اس اصل پر فیصلہ ہو سکتا ہے کہ ملک کی اکثریت جس امر کا فیصلہ کرے اس طرف ریاست جا سکتی ہے۔ اگر اس اصل کو تسلیم کر لیا جائے تو کشمیر پاکستان کے ساتھ ملنے پر مجبور ہوگا اور حیدر آباد ہندوستان کے ساتھ ملنے پر مجبور ہوگا۔ اگر ایسا ہوا تو پاکستان کو یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ بتیس لاکھ مسلمان آبادی اس کی آبادی میں اور شامل ہو جائے گی، لکڑی کا بڑا ذخیرہ اس کو مل جائے گا، بجلی کی پیداوار کے لئے آبشاروں سے مدد حاصل ہو جائے گی اور روس کے ساتھ اس کی سرحد مل جانے کی وجہ سے اسے سیاسی طور پر بڑی فوقیت حاصل ہو جائے گی"۔

"پس ملک کے ہر اخبار، ہر انجمن، ہر سیاسی ادارے اور ہر ذمہ دار آدمی کو پاکستان کی حکومت پر زور دینا چاہئے کہ حیدر آباد کے فیصلہ سے پہلے کشمیر کا فیصلہ کروا لیا جائے ورنہ حیدر آباد کے ہندوستان یونین سے مل جانے کے بعد کوئی دلیل ہمارے پاس کشمیر کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے باقی نہیں رہے گی سوائے اس کے کہ کشمیر کے لوگ خود بغاوت کر کے آزادی حاصل کریں۔ لیکن یہ کام بہت لمبا اور مشکل ہے۔ اور اگر کشمیر گورنمنٹ ہندوستان یونین میں شامل ہو گی تو یہ کام خطرناک بھی ہو جائے گا کیونکہ ہندوستان یونین اس صورت میں اپنی فوجیں کشمیر میں بھیج دے گی اور کشمیر کو فتح کرنے کا صرف یہی ذریعہ ہوگا کہ پاکستان اور ہندوستان یونین آپس میں جنگ کریں"۔

(روزنامہ الفضل ۱۹؍اکتوبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۱،۲)

افسوس صد افسوس مسلم لیگی ہائی کمان نے مصلح موعودؓ کے اس بروقت انتباہ کو یکسر نظر انداز کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صرف چند روز بعد ۲۷؍اکتوبر ۱۹۴۷ء کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن گورنر جنرل بھارت نے کشمیر کو انڈین یونین میں شامل کرنے کا اعلان کر دیا اور ہندوستانی فوجیں کشمیر میں داخل ہو گئیں جس پر قائداعظم محمد علی جناح نے پاکستانی افواج کو فوری طور پر کشمیر پر قبضہ کا فرمان صادر فرمایا مگر پاکستان کے ایکٹنگ کمانڈر انچیف جنرل گریسی نے اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ سپریم کمانڈر فیلڈ مارشل سر کلوڈ اوکنلک کی منظوری کے بغیر از خود کوئی حکم پاکستانی فوج کو جاری نہیں کر سکتا اور سپریم کمانڈر نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ کشمیر ہندوستان سے الحاق کر چکا ہے انڈین یونین کو مہاراجہ کشمیر کی درخواست پر کشمیر میں فوج داخل کرنے کا حق پہنچتا ہے۔ اس پر قائداعظم نے اپنا آرڈر منسوخ کر دیا۔

(عہد لارڈ ماؤنٹ بیٹن مصنفہ کیمبل جانسن۔ مترجم یونس احمد۔ ناشر نفیس اکیڈیمی کراچی۔ ستمبر ۱۹۶۳ء)

جناب کے ایچ خورشید نے (جنہیں ۱۹۴۴ء سے ۱۹۴۷ء تک قائداعظم کے پرائیویٹ سیکرٹری ہونے کا قابل فخر اعزاز حاصل تھا) اپنی کتاب "قائداعظم کی یادیں" (مطبوعہ آکسفورڈ یونیورسٹی پریس کراچی ۱۹۹۱ء) کے صفحہ ۱۰۶۔۱۰۷ پر یہ لرزہ خیز انکشاف کیا ہے کہ:

"چوہدری محمد علی کا کہنا ہے کہ دسمبر ۱۹۴۷ء تک بلکہ عین ۲۲؍دسمبر کی تاریخ تک بھارت کے حکمران مصالحت پر آمادہ تھے۔ شرط یہ تھی کہ پاکستان کشمیر کا حق منوانے کے ساتھ ساتھ حیدر آباد دکن کی جغرافیائی حقیقت کو قبول کرنے پر بھی آمادہ ہو جائے۔ محمد علی کا تاثر یہ ہے کہ قائداعظم جو برصغیر کی سیاست میں اپنا سکہ منوا چکے تھے اس موقع پر ایک زیرک شاطر کی طرح بھارت کو شہ مات دینے کی فکر میں تھے۔ لیکن اس بار چال الٹ پڑ گئی۔ آزادی کے بعد بھارتی اور پاکستانی دونوں افواج کی سپریم کمان سر کلاڈ آکن لیک کے ہاتھ میں تھی جس نے پاکستانی دستوں کو کشمیر میں داخل ہونے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا تھا۔ چوہدری محمد علی کا خیال ہے کہ بطور گورنر جنرل پاکستان قائداعظم کے لئے یہ بہت بڑا دھچکہ تھا اور یہی سانحہ ان کی صحت کو لے بیٹھا"۔

دوسری مثال (المیہ مشرقی پاکستان)

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۲؍دسمبر ۱۹۴۷ء سے ۱۷؍جنوری ۱۹۴۸ء تک لاہور کے مینارڈ ہال کالج اور پھر پنجاب یونیورسٹی ہال میں "پاکستان اور اس کا مستقبل" کے اہم موضوع پر چھ نہایت معلومات افروز لیکچرز دئے جن میں بالترتیب جسٹس محمد منیر، ملک فیروز خان نون، ملک عمر حیات پرنسپل اسلامیہ کالج ووائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی، میاں فضل حسین صاحب وزیر تعلیم اور شیخ سر عبدالقادر جیسی نامور شخصیتوں نے صدارت کے فرائض انجام دئے۔ ان لیکچروں کو علمی طبقہ میں نہایت قدر و عظمت سے سنا گیا اور پاکستانی پریس نے اس کے اہم نکات شائع کئے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: تاریخ احمدیت جلد ۱۱ صفحہ ۴۰۲ تا ۴۲۷۔ مطبوعہ دسمبر ۱۹۷۰ء)

حضور کا تیسرا لیکچر "پاکستان کی معنوی دولت" کے عنوان پر تھا جس میں آپ نے دیگر اہم تجاویز پر روشنی ڈالنے کے علاوہ مسلم لیگی ہائی کمان کو خاص طور پر تاکید فرمائی کہ:

"مادری زبان میں تعلیم دی جائے۔ اس سلسلہ میں مشرقی پاکستان پر زور نہ دیا جائے کہ وہ ضرور اردو کو ذریعہ تعلیم بنائے ورنہ وہ پاکستان سے علیحدہ ہو جائے گا کیونکہ وہاں کے باشندوں کو بنگالی زبان سے ایک قسم کا عشق ہے"۔

(الفضل ۱۴؍دسمبر ۱۹۴۷ء صفحہ ۱،۲)

اب اگر تاریخ پاکستان کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت بالکل عیاں ہو جاتی ہے کہ بنگالی اردو لسانی تنازعہ ہی وہ بنیادی امر تھا جس نے بالآخر ایک عوامی تحریک کی شکل اختیار کر لی اور بالآخر سقوط ڈھاکہ پر منتج ہوئی۔ چنانچہ ملک کے نامور اہل قلم جناب ڈاکٹر صفدر محمود نے جنہیں سیاسیات پاکستان کی وقائع نگاری میں سند (Authority) تسلیم کیا جاتا ہے اپنی کتاب "پاکستان کیوں ٹوٹا؟" کے پہلے باب میں بنگالی مسلمانوں کے احساس محرومی اور کشمکش کے عمل کا آغاز اسی نقطہ کو قرار دیتے ہوئے واضح لفظوں میں لکھا ہے کہ:

"فروری ۱۹۴۸ء میں مشرقی پاکستان سے ایک ہندو رکن ڈاکٹر دربند ناتھ دت نے دستور ساز

اسمبلی کے ضوابط میں ترمیم پیش کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ بنگالی کو بھی سرکاری زبان قرار دیا جائے ......اس وقت تک اراکین اسمبلی انگریزی یا اردو میں اظہار خیال کر سکتے تھے۔ لیاقت علی خان نے تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے کہ کہ مذکورہ ترمیم کا مقصد پاکستانیوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے کے سوا کچھ نہیں اور یہ کہ **صرف اردو ہی پاکستان کی قومی زبان ہوگی۔...... بنگالیوں نے جنہیں اپنی زبان سے بہت محبت تھی اردو کی برتری تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ لسانی تنازعہ بالآخر تحریک کی شکل اختیار کر گیا** اور بعض شکست خوردہ سیاستدانوں نے جنہیں مسلم لیگ میں شامل کرنے سے انکار کر دیا گیا تھا عوام میں اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرنے کے لئے مسلم لیگی حکومت کے خلاف اس تحریک کی حمایت کی۔ **مرکز مخالف ان اجتماعی مظاہروں کو کمیونسٹوں کا فعال تعاون بھی حاصل تھا**"۔ (صفحہ ۱۹-۲۰)

حال ہی میں لاہور سے "دارالشعور" یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار نے جناب مرتضٰی انجم صاحب کے قلم سے "حمودالرحمٰن کمیشن رپورٹ۔ المیہ مشرقی پاکستان کے سیاسی اور فوجی اسباب" کے عنوان سے سوا چار سو صفحات پر مشتمل کتاب شائع کی ہے جس کے شروع میں (حمودالرحمٰن کمیشن کے روبرو فوجی جرنیلوں اور افسروں کے بیانات سے قبل) ڈیڑھ سو صفحات پر پھیلا ہوا ایک دیباچہ بھی شامل کیا ہے جس میں فاضل مؤلف نے سقوط ڈھاکہ کے پس منظر کا خلاصہ ان الفاظ میں دیا ہے کہ:

"قیام پاکستان کے بعد مشرقی پاکستان میں پاکستان مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹی نے خواجہ ناظم الدین کو اپنا لیڈر چن لیا لیکن ان کی حکومت جلد ہی مشکلات کا شکار ہو گئی۔ فروری ۱۹۴۸ء میں مرکزی اسمبلی میں قومی زبان کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ تجویز تھی کہ اردو اور بنگالی کو قومی زبان کا درجہ دیا جائے۔ وزیراعظم لیاقت علی خان نے اس کی سخت مخالفت کی۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ قوم دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ مسئلہ یہ تھا کہ اُردو پاکستان کے کسی حصے کی زبان نہ تھی جبکہ بنگالی زبان پاکستان کی کل آبادی کے ۵۶ فیصد شہریوں کی زبان تھی۔ جو سب کے سب مشرقی حصے میں رہتے تھے جبکہ بنگالی زبان مغربی حصے میں نہ ہی بولی اور نہ ہی سمجھی جاتی تھی۔ یہ لسانی بحث پاکستانی سیاستدانوں کے لئے چیلنج بن گئی جن کی وجہ سے مشرقی پاکستانی عوام میں بے چینی پیدا ہو گئی۔ اس طرح زبان کے مسئلے پر مشرقی بنگال اور مرکزی حکومت کے درمیان ایک ایسے تنازعے کی **صورت پیدا ہو گئی جو بالآخر پاکستان کے ٹوٹنے کی بنیاد بن گیا۔**

مغربی پاکستان کے چاروں صوبوں میں اپنی زبانیں بولی جاتی تھیں لہذا ان صوبوں نے بنگالی کو قومی زبان قرار دئے جانے سے متعلق بے اعتنائی کا رویہ اختیار کیا جس طرح مسلمان ہندوستان میں رہ کر اپنے مذہب، تہذیب و تمدن کو خطرے میں محسوس کرتے ہوئے ہندوؤں کی بالادستی کو قبول نہیں کر سکتے تھے۔ اسی طرح بنگالیوں نے مغربی پاکستانیوں کے غالب طبقے کو اپنی تہذیب و تمدن اور روایات کے لئے خطرہ تصور کر لیا۔ جس کے نتیجہ میں پورا صوبہ مشرقی پاکستان فسادات کی لپیٹ میں آ گیا۔ مقامی انتظامیہ فسادات پر قابو پانے میں ناکام رہی۔

مارچ ۱۹۴۸ء میں قائداعظم نے مشرقی پاکستان کا ایک ہفتے کا دورہ کیا اور اپنی تقریروں میں عوام کو مشورہ دیا کہ وہ متحد رہیں اور صوبائی وزارت کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔ لسانی مسئلہ جو اس وقت موضوع بحث بنا ہوا تھا۔ اس کے متعلق قائداعظم نے دوٹوک فیصلہ کرتے ہوئے کہا کہ مشرقی پاکستان کی صوبائی زبان بنگالی ہے اس سے کسی کو تعرض نہیں ہو سکتا۔ لیکن پورے پاکستان کی قومی زبان کا درجہ صرف اردو کو ملے گا۔ یہ اعلان بنگالیوں نے شکستہ دلی کے ساتھ سنا۔ مقامی اور قومی راہنما انہیں مطمئن نہ کر سکے۔ اگرچہ عارضی طور پر خاموشی چھا گئی لیکن **یہ ایک ایسا فتنہ تھا جس نے بعد میں پھر سر اٹھایا اور نتائج کی ہولناکیوں کو ملک کی تقدیر سے جوڑ کر ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گیا**"۔

("حمودالرحمن کمیشن رپورٹ۔ المیہ مشرقی پاکستان کے سیاسی اور قومی اسباب"۔ صفحہ ۱۲-۱۳۔ اشاعت ستمبر ۲۰۰۰ء)

تیسری مثال

(پہلا امریکی قرضہ اور ہولناک نتائج)

حضرت مصلح موعودؓ نے 'پاکستان کا مستقبل' سے متعلق بصیرت افروز لیکچروں کے سلسلہ میں جو پہلا فاضلانہ لیکچر ارشاد فرمایا اس کی بازگشت ہندوستان میں بھی سنی گئی۔ چنانچہ امرتسر کے اخبار "ویر بھارت" نے ۱۳ر دسمبر ۱۹۴۷ء کی اشاعت میں "امریکہ اور پاکستان" کے عنوان سے حسب ذیل شذرہ لکھا:

"احمدیوں کے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۶۔ارب ڈالر کے اس قرضہ کے خلاف آواز اٹھائی ہے جو پاکستان امریکہ سے لینا چاہتا ہے۔ مرزا صاحب کا خیال ہے کہ اس طرح پاکستان اقتصادی اور سیاسی طور پر امریکہ کا غلام بن جائے گا"۔

یہ "خیال" جو خلیفہ موعود نے ۵۳ سال قبل پاکستان کے مشہور سیاست دانوں، عظیم دانشوروں اور چوٹی کے ماہرین معاشیات کے سامنے پیش فرمایا تھا آج کس طرح ایک ہولناک حقیقت کا روپ دھار چکا ہے کسی مزید تبصرہ کا محتاج نہیں۔ اکیسویں صدی کے آغاز میں مسلم لیگ ہم خیال گروپ کے سرکردہ راہنما اور معطل رکن اسمبلی طارق عزیز نے "ایک ٹیبل ٹاک" پروگرام میں یہ حقیقت افروز بیان دیا کہ:

"پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن تھا جب اس ملک کے لئے پہلا قرضہ لیا گیا کیونکہ آج تک جتنے قرضے بھی لئے گئے وہ منفعت بخش کم ہی نظر آئے اور قوم کو لیت و لعل میں لگا دیا گیا۔ کیونکہ جب ہم کسی غیر ملک سے قرض لیتے ہیں تو غیر ملکی دیمک بھی ساتھ آتی ہے اور اس دیمک نے ہمارے قومی تشخص کو چاٹنا شروع کر دیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قرآن نے جن اقوام کو مردہ اقوام کہا ہے ہم آج اس میں شامل ہو گئے ہیں.......... آج حالات یہ ہیں کہ پاکستان میں لوگوں کو باعزت رزق نہیں مل رہا.......... اور اب یہ منافقین کی قوم ہے جو کہتی کچھ، پڑھتی کچھ اور عمل کچھ کرتی ہے"۔

(روزنامہ "دن" لاہور ۲۷ر جنوری ۲۰۰۱ء)

جناب طارق عزیز صاحب (نیلام گھر) نے امریکی امداد کے جن ہولناک اور حشر بپا کرنے والے نتائج کی طرف مصلحتاً استعارہ اور کنایہ کی زبان سے محض اشارہ کرنے پر اکتفا کیا ہے ان کی تفصیل روزنامہ "دن" کے مندرجہ بالا پرچہ ہی میں "امریکہ سے وفاداری کا صلہ" کے عنوان کے ساتھ جناب پروفیسر حسن عسکری کاظمی کے قلم سے منظر عام پر آ گئی ہے۔ جس کو میں خالص تصرف الٰہی سمجھتا ہوں۔ آج ہمارا پیارا وطن پاکستان کس طرح امریکہ کے سیاسی شکنجہ میں زندگی اور موت کی کشمکش سے دوچار ہے اور اس کے عوام اور حکمران دونوں اس کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے کراہ رہے ہیں اس کا نقشہ پروفیسر صاحب نے بایں الفاظ کھینچا ہے:

"حکمرانوں نے امریکی ڈالروں سے اپنے ذاتی اکاؤنٹ کھولے اور اپنے بنک بیلنس میں اضافہ کیا۔ دوسرے ملکوں میں ہوٹل، پلازے اور محل تعمیر کئے۔ یہی حکمران عوام کی گردنوں پر ایک عرصے تک مسلط رہے مگر ملک و قوم کی بھلائی اور بہتر مستقبل کے لئے کوئی منصوبہ پایۂ تکمیل کو نہ پہنچا سکے جس کے نتیجہ میں حکمران بھی عوام کی نگاہ سے گر گئے۔ اس صورت حال سے پاکستان بھی دوچار ہے۔ یہاں کرپشن کے پھیلاؤ میں حکمرانوں کی بے دریغ اقربا نوازی اور امریکہ کے اشارہ ابرو پر ان کے تحفظ کا اہتمام بجائے خود قابل مذمت ہے۔ اسی طرح جو حکومت امریکی مفادات کو عزیز رکھتی ہے اسے امریکہ کی اشیرباد حاصل ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق سے لے کر موجودہ جنرل پرویز تک امریکہ حکومت کی حاشیہ برداری کو اپنے استحکام کی خاطر ضروری سمجھتے چلے آ رہے ہیں۔ بے نظیر بھٹو اور نواز شریف کھلے حلیف بن کر امریکہ کے پٹھو بننے پر فخر کرتے رہے۔ آئندہ برسراقتدار آنے میں امریکہ کی حمایت کے بغیر ان کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا اسی لئے یہ تین سوار اپنی اپنی جگہ موجودہ صدر کی نظروں میں آنے کی خاطر ہاتھ پاؤں ماریں گے اور اپنی اپنی وفاداری کا یقین دلانا ضروری سمجھیں گے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عوام کی فلاح کے لئے کیا ہوگا؟ کیا قرض معاف ہو جائے گا، کیا امریکہ پاکستان کو خوشحال بنانے کی خاطر کسی پیکج کا اعلان کر دے گا، کیا کشمیر کو پاکستان میں شامل ہونے میں کوئی بھولا ہوا وعدہ پورا کر دے گا، کیا اپنے وفاکیش پاکستان کو اپنی دوستی کا یقین دلاتے ہوئے بھارت کو آنکھیں دکھائے گا۔ ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا۔ ہاں یہ تینوں سوار اپنے گھوڑوں کا رخ امریکہ کے اصطبل کی طرف موڑنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی بھرپور کوشش کریں گے۔ پاکستان میں خوشحالی قدم رکھے نہ رکھے ان کی بلا سے۔ یہاں سے جاگیرداری نظام کا خاتمہ ہو یا نہ ہو یہاں صنعتوں کو فروغ حاصل ہو نہ ہو، مزدوروں کو ان کے حقوق ملیں نہ ملیں، تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے یا جہالت کے اندھیرے پھیلیں۔ لوگوں کو روزگار مہیا ہو یا نہ ہو۔ لوگ باہر جائیں یا اپنے ملک میں سسک سسک کر دم توڑتے رہیں ان کو ان باتوں سے کوئی غرض نہیں۔ ان کا بینک مضبوط سے مضبوط تر ہوتا ہے۔ **اس وقت امریکی قیادت کو صرف یہ فکر لاحق ہے کہ پاکستان جو ان کی نگاہ میں ایک سٹریٹیجک اہمیت رکھتا ہے اسے کس طرح اپنے تصرف میں رکھا جائے۔ اگر ہم اپنی تعمیر نو میں اپنے وسائل سے کام لیتے اور مراعات یافتہ طبقے کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو آج ہم دنیا کے خوشحال ترین ملکوں میں شمار کئے جاتے مگر ہم تو وفادار ٹھہرے وہ بھی امریکہ بہادر کے۔** حالانکہ مرزا غالب نے ایسی وفا پر لعنت بھیجی ہے۔

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو"

☆......☆......☆......☆

حرف آخر

حقائق اور مستند واقعات پر مبنی مندرجہ بالا تینوں مثالیں حیرت انگیز بھی ہیں اور قیامت خیز اور عبرت آمیز بھی جن کے مختصر تذکرہ کے بعد مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ جہاں جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے محسن اور معمار پاکستان کی حیثیت سے قائداعظم **محمد علی جناح کے مجاہدانہ کارناموں کو ہمیشہ آبِ زر سے لکھا جائے گا** وہاں قیامت تک ہر **نسل خلیفہ موعود سیدنا محمود المصلح موعود کی بے مثال اور عدیم النظیر سیاسی بصیرت و فراست کو خراج تحسین ادا کرتی رہے گی۔**

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئیں گے تمہیں میرے سخن میرے بعد

مجلس انصار اللہ امریکہ کی

سالانہ مجلس شوریٰ اور سالانہ اجتماع کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ: سید ساجد احمد ۔ قائد اشاعت مجلس انصار اللہ امریکہ)

مجلس انصار اللہ امریکہ کی آٹھویں سالانہ مجلس شوریٰ اور انیسواں سالانہ اجتماع مسجد بیت الرحمٰن سلور سپرنگ، میری لینڈ میں ۱۷ر تا ۱۹ر نومبر ۲۰۰۰ء منعقد ہوئے۔ بیت الرحمٰن جماعت ہائے احمدیہ امریکہ کا ہیڈکوارٹر ہے جو ریاست ہائے متحدہ امریکہ کے دارالحکومت کے نواح میں واقع ہے۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کا براعظم امریکہ کے لئے نشریات کا ریلے سٹیشن یہیں واقع ہے۔

مجلس شوریٰ کا انعقاد ۱۷ر نومبر بروز جمعۃ المبارک ہوا۔ ملک بھر سے مجالس انصار اللہ کے نمائندے جمعرات سے آنا شروع ہو گئے تھے۔ نمائندوں کی بڑی تعداد کی بنا پر مجلس شوریٰ کا انعقاد مسجد کے بڑے ہال میں ہوا۔ شوریٰ کی کارروائی بعد نماز جمعہ وعصر شروع ہوئی اور رات دیر تک جاری رہی۔ شوریٰ کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔

مجلس شوریٰ کا افتتاح مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ نے فرمایا۔ آپ نے مجلس کے کام کو سراہا اور ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور ان ضروری کاموں کا ذکر فرمایا جو موجودہ صورت حال میں مجلس انصار اللہ امریکہ کی فوری توجہ چاہتے ہیں اور اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ یہ شوریٰ مجلس انصار اللہ کو ترقی کی نئی شاہراہ پر لے جائے اور اجتماعی دعا کروائی۔

ڈاکٹر وجیہ باجوہ صاحب قائد عمومی نے پچھلے سال کی شوریٰ کے فیصلوں پر عمل درآمد پر رپورٹ پیش کی۔ نیز مجالس کی طرف سے بھیجی گئی ان تجاویز کا ذکر کیا جنہیں مختلف وجوہات کی بنا پر مجلس شوریٰ کے سامنے پیش کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے وہ تجاویز پیش کیں جنہیں مجلس شوریٰ سے مشورہ حاصل کرنے کے لئے چنا گیا تھا۔

بعدہ مکرم شیخ عبدالواحد صاحب قائد مال مجلس انصار اللہ نے مجوزہ بجٹ برائے سال ۲۰۰۱ء نمائندگان شوریٰ کے سامنے پیش کیا۔

ان رپورٹوں اور تجاویز کے پیش کرنے کے دوران میں نمائندگان نے حسب ضرورت اپنے استفسارات پیش کئے اور وضاحتیں طلب کیں جن کے متعلقہ شعبوں کی طرف سے جواب مہیا کئے گئے۔ تجاویز پر غور وفکر کے لئے سب کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ سب کمیٹیوں کے صدر اور سیکرٹری مقرر کئے۔ پچھلے پہر سب کمیٹیوں نے ان کے سپرد کی گئی تجویزوں پر غور کیا۔

بعد نماز عشاء اور بعد از عشائیہ مجلس شوریٰ کا آخری اجلاس بصدارت مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ امریکہ تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ سب کمیٹیوں نے باری باری اپنی سفارشات پر بحث کی اور جہاں نمائندوں نے اتفاق کیا اور ضروری سمجھا وہاں مناسب تبدیلیاں کی گئیں۔

مجلس شوریٰ کا یہ اجلاس رات گئے دعا کے ساتھ ختم ہوا۔

مجلس انصار اللہ امریکہ کا انیسواں سالانہ اجتماع مسجد بیت الرحمٰن میں ۱۷ر تا ۱۹ر نومبر ۲۰۰۰ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوا۔ ملک کے ہر حصے سے دو صد کے قریب انصار نے شرکت کی جن کا تعلق ۳۰ مجالس سے تھا۔ ان میں کئی اراکین ہزارہا میل کا سفر بذریعہ ہوائی جہاز یا کار طے کر کے پہنچے۔ انصار نے یہ تین روز تہجد، پنجگانہ نمازوں، ذکر الٰہی اور دینی مصروفیات میں گزارے۔

اجتماع کا آغاز شام کو بعد نماز مغرب وعشاء اور عشائیہ سے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم ملک ناصر محمود صاحب صدر مجلس امریکہ نے شامل ہونے والوں کو خوش آمدید کہا۔ جس کے بعد مکرم منیر حمید صاحب نائب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ نے افتتاحی تقریر فرمائی جس میں انہوں نے مجلس انصار اللہ کے بعض پرانے کاموں کا تذکرہ کیا اور مستقبل کی طرف توجہ دلائی۔ اور اپنا محاسبہ کرنے اور اپنے اور دوسروں میں نیک تبدیلی پیدا کرنے، دینی کاموں کے لئے وقت دینے اور اپنے اور دوسروں کے لئے دعا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور دوسروں پر نکتہ چینی سے باز رہنے کی نصیحت فرمائی۔ اجتماعی دعا سے اس اجتماع کا افتتاح ہوا۔ بعدہ مکرم وجیہ باجوہ صاحب قائد عمومی نے انٹرنیٹ کے استعمال اور اس کے حسن وقبح پر روشنی ڈالی۔

بروز ہفتہ قراءت قرآن، اردو نظم خوانی، تیار شدہ تقاریر، مشاہدہ معائنہ اور عام معلومات کے مقابلے ہوئے۔

مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب قائد تربیت نے اسلامی شادی کے نظام پر تقریر کی۔ مبلغ سلسلہ مولانا مبشر احمد صاحب نے خانگی خوشحالی بڑھانے کے گر بتائے۔ اور مبلغ سلسلہ مولانا شمشاد احمد صاحب ناصر نے انصار کو ان کی دعوت الی اللہ کی سلسلے میں ذمہ داریوں سے آگاہ فرمایا۔ تقاریر کے دوران انصار نے روح پرور نظمیں سنائیں۔

ایک سوال وجواب کی مجلس ہوئی۔ مکرم ڈاکٹر وسیم سید صاحب نائب قائد مال نے انصار کو امریکہ میں انصار ہال کی سکیم سے آگاہ کیا اور اس سلسلہ میں انہیں ان کی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کیا۔

ایک معلوماتی اجلاس میں آٹھ ڈاکٹروں نے انصار کی صحت سے متعلق سوالات کے جواب دئے۔

ہفتہ کے روز ہی پچھلے پہر والی بال، پیدل چلنے، رسہ کشی، بنی پکڑنے وغیرہ کے ورزشی مقابلے بھی منعقد ہوئے۔

اتوار کو اجتماع کے آخری روز، درس حدیث، انگریزی میں فی البدیہہ تقاریر کے علمی مقابلے ہوئے۔

اجتماع کا اختتامی اجلاس تلاوت ونظم سے شروع ہوا۔ مکرم صدر صاحب مجلس نے مجلس کی سالانہ رپورٹ کارگزاری پیش کی جس میں مجلس انصار اللہ امریکہ کی سال بھر کی کارروائیوں کا تفصیل سے ذکر کیا۔ نیز مجلس کی طرف سے ۵ ہزار ڈالر کا عطیہ پاکستان کے احمدی شہداء کے لئے پیش کرنے کا اعلان کیا۔ جس کے بعد مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ امریکہ نے علم انعامی، علمی و ورزشی مقابلہ جات میں جیتنے والوں کو انعامات اور کارکنوں کو سندات تقسیم فرمائیں۔ انہوں نے اپنے اختتامی خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی صحت کے بارہ میں تازہ اطلاعات سے آگاہ کیا اور پاکستان میں تازہ شہادتوں کے واقعات کا تفصیل سے ذکر فرمایا۔ انصار کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی اور اجتماعی دعا کروائی۔ اجتماع کے اختتام پر سب حاضرین کی گروپ فوٹو لی گئی۔ اس اجتماع میں جدید ترین ذرائع ابلاغ بکثرت استعمال میں لائے گئے۔ اکثر تقاریر کے دوران میں متن کے اہم حصے بڑی سکرین پر کمپیوٹر کی مدد سے حاضرین کو دکھائے جاتے رہے۔ اسی طرح شوریٰ کی تجاویز اور سفارشات بھی سکرین پر دکھائے جاتے رہے۔

گو اجتماع سردی اور بارشوں کے موسم میں منعقد ہوا تاہم بفضل خدا موسم خوشگواری کی طرف مائل رہا اور حاضرین سفر حضر میں بارش کی کوفت سے بفضل خدا محفوظ رہے۔ فالحمد للہ۔

اعتذار و تصحیح

الفضل انٹرنیشنل کے جلد ۸ شمارہ ۶ کے صفحہ نمبر ۶ پر سوال وجواب کے پہلے کالم میں نیچے سے بارھویں سطر اور دوسرے کالم کی پہلی سطر میں سہواً ایک 'و' کا اضافہ ہو گیا ہے۔ اصل الفاظ یوں پڑھے جائیں ﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى﴾۔

۲۔ اسی طرح پہلے کالم میں نیچے سے پانچویں سطر میں اصل عبارت یوں پڑھی جائے: "﴿اِنَّكَ لَا تَهْدِىْ﴾ کے یہ معنے ہوئے کہ یہ تیرے اختیار میں نہیں ہے کہ تُو کسی کو ہدایت پر لے آوے اور ﴿اِنَّكَ لَتَهْدِىْ﴾ کے یہ معنے ہوئے کہ تُو لوگوں کو سیدھی راہ کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ہدایت ہے۔ اس کو آکر لو"۔ (ادارہ)

داعی الی اللہ اور طاقتوں کے پر

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"جس طرح خدا تعالیٰ کے فرشتے مختلف پروں کے ہوتے ہیں اسی طرح داعی الی اللہ بھی مختلف طاقتوں کے ہوا کرتے ہیں۔ کوئی دو دو، کوئی تین تین، کوئی چار چار پروں والا ہوتا ہے۔ کوئی آٹھ آٹھ پروں والا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس کو چاہتا ہے پھر اس سے بھی بڑھا دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کی طاقتوں کے پروں میں اضافہ کرتا چلا جائے اور ہمیشہ اس کے فضل کے سایہ تلے آپ آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ر فروری ۱۹۸۳ء)

جرمنی میں پہلی بار

محکمہ تعلیم کے سند یافتہ

اردو جرمن ترجمان

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جرمنی میں مرکزی محکمہ تعلیم کے اعلیٰ سطحی امتحان میں شاندار کامیابی کے بعد پہلی بار قانونی تحفظات کے ساتھ ترجمانی کی سہولت میسر آچکی ہے۔ ہر قسم کی سرکاری، غیر سرکاری یا نجی دستاویزات کے نہایت اعلیٰ معیاری اور عمدہ اردو جرمن ترجمہ کے لئے رابطہ فرمائیں۔

Rehan Rashid
Staatlich geprüfter und
allgemein ermächtigter Übersetzer
Tel. 06134-53693, 0173-8054416

بیلہ بوتیک

اپنے کرمفرماؤں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ اب نئی ورائیٹی اور نئی جگہ پر پہلی دوکان سے دائیں طرف ۱۲ میٹر کے فاصلے پر دوکان نمبر ۳۱

پیشگی عیدمبارک

(عید کی ورائیٹی کے لئے ہر عمر اور سائیز کے سوٹ دستیاب ہیں۔ بری، جہیز کی مکمل تیاری کے لئے لہنگے، راجستھانی سوٹ، پشواش اور فینسی سوٹ موجود)

Tel:06924279400 - 06924246490 -01702128820 . E-mail Belaboutique@aol.com

Kaiser str. 62 Laden 31 Frankfurt Germany

ROOP JEWELLERS

Gold Smith & Boutique

روپ جیولرز

We also prepare the goods on order. Old Gold change.

آرڈر پر بھی مال تیار کیا جاتا ہے۔ نیز ریپئر کا انتظام ہے۔ پردہ کا انتظام بھی ہے

پروپرائیٹر: عارف چوہدری

46 Plashet Grove - Green Street London E6 1AL

Tel:(020) 8503 5786 + (020) 8568 6661 - Mobile: 07932 655099

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم خطوط میں مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں؛

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

خواب اور تعبیر

ماہنامہ "مصباح" فروری ۲۰۰۰ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے بچپن کے بارہ میں اپنے مختصر مضمون میں مکرمہ امۃالعلیم زاہدہ صاحبہ نے حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کی ایک خواب حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی زبانی یوں بیان فرمائی ہے:- "مَیں نے حضرت اماں جانؓ کو ایک خواب بیان فرماتے سنا ہے بلکہ مجھے بھی مخاطب فرما کر سنایا ہے۔ دو چار بار فرمایا: جب تمہارے بڑے بھائی پیدا ہونے کو تھے تو ایام حمل میں مَیں نے خواب دیکھا کہ میری شادی مرزا نظام الدین سے ہو رہی ہے۔ اس خواب کا میرے دل پر مرزا نظام الدین کے اشد مخالف ہونے کی وجہ سے بہت برا اثر پڑا کہ دشمن سے شادی مَیں نے کیوں دیکھی؟۔ مَیں تین روز تک مغموم رہی اور اکثر روتی رہی۔ تمہارے ابا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مَیں نے ذکر نہیں کیا مگر جب آپؑ نے بہت اصرار کیا کہ بات کیا ہے؟ کیا تکلیف پہنچی ہے؟ مَیں نے ڈرتے ڈرتے خواب بیان کیا۔ خواب سن کر تو آپؑ بے حد خوش ہوگئے اور فرمایا اتنا مبارک خواب اور اتنے دن تم نے مجھ سے چھپایا! تمہارے ہاں لڑکا اسی حمل سے پیدا ہوگا اور نظام الدین کے نام پر غور کرو۔ اس کا مطلب یہ مرزا نظام الدین نہیں۔ تم نے اتنے دن تکلیف اٹھائی اور مجھے یہ بشارت نہیں سنائی"۔

حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مجھ سے پڑھا کرتے تھے، ایک دن مَیں نے کہا کہ میاں! آپکے والد صاحب کو تو کثرت سے الہام ہوتے ہیں، کیا آپ کو بھی الہام ہوتا ہے؟۔ آپؓ نے فرمایا کہ "خوابیں تو بہت آتی ہیں اور ایک خواب تو تقریباً ہر روز ہی دیکھتا ہوں اور جونہی تکیہ پر سر رکھتا ہوں اس وقت سے لے کر صبح اٹھنے تک یہ نظارہ دیکھتا ہوں کہ ایک فوج کی کمان کر رہا ہوں۔ بعض اوقات سمندروں سے گزر کر آگے جاکر حریف کا مقابلہ کرتا ہوں اور کئی بار سرکنڈے وغیرہ سے کشتی بناکر اس کے ذریعہ پار ہوکر حملہ آور ہوگیا"۔ مَیں نے جس وقت یہ خواب سنا اسی وقت سے میرے دل میں یہ بات گڑی ہوئی ہے کہ یہ شخص کسی وقت یقیناً جماعت کی قیادت کرے گا۔

......❀......❀......❀......

حضرت فضل عمرؓ کی اہلی زندگی

ماہنامہ "مصباح" فروری ۲۰۰۰ء میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی اہلی زندگی کے بارہ میں حضرت (چھوٹی آپا) سیدہ مریم صدیقہ صاحبہؒ کا ایک تفصیلی مضمون شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں اسی سلسلہ میں آپؒ کا ایک دوسرا مضمون ہفت روزہ "الفضل انٹرنیشنل" ۴ر فروری ۲۰۰۰ء کے اسی کالم کی زینت بن چکا ہے۔

حضرت سیدہ لکھتی ہیں میری پیدائش ۷ر اکتوبر ۱۹۱۸ء کو ہوئی۔ بظاہر ممکن نہیں تھا کہ آپؓ سے میری شادی ہوگی۔ حضرت اماں جان (سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ) کہا کرتی تھیں کہ میری خواہش ہے کہ میرے بھائی کے بیٹی ہو تو مَیں محمود کے لئے لوں۔ لیکن حضرت ابا جان (میر محمد اسماعیل صاحبؓ) کی پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ ۱۹۱۷ء میں ابا جان نے دوسری شادی کی جس سے اولاد ہوئی۔ ابا جان نے میری پیدائش پر میرا تاریخی نام نکالا تو نذر الٰہی نکلا اور مَیں چھوٹی ہی تھی کہ ایک موقع پر انہوں نے مجھے وقف بھی کر دیا۔ میری پیدائش بھی کمزور تھی۔ ہم جوڑا بہنیں پیدا ہوئی تھیں۔ میرا نام ابا جان نے مریم اور دوسری کا صدیقہ رکھا تھا جو ڈھائی ماہ کی ہوکر وفات پاگئی اور یہ پورا نام ابا جان نے میرا رکھ دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ابا جان کی دعاؤں اور قربانی کو قبول فرمالیا اور میری شادی ۳۰ر ستمبر ۱۹۳۵ء کو حضورؓ سے ہوگئی جبکہ ابھی مَیں سترہ سال کی بھی نہیں ہوئی تھی اور بارھویں جماعت میں پڑھ رہی تھی۔ یہ عمر ایسی نہیں تھی کہ مَیں اُن ذمہ داریوں کو اٹھا سکتی جو ایک امام جماعت کے ساتھ شادی ہونے سے مجھ پر عائد ہوتی تھیں اور ایک بڑے گھرانے میں جہاں پہلے تین بیویاں اور بچے موجود تھے، اپنے فرائض کو ادا کرسکتی۔ آپؓ نے ہر قدم پر میری راہنمائی فرمائی اور میری ہمت کو پست نہ ہونے دیا۔

آپؓ نے بڑی بیویوں کا ہمیشہ ادب کروایا۔ آپؓ کا سلوک بیویوں سے اتنا اچھا تھا کہ ہر ایک یہی سمجھتی تھی کہ شاید مجھ سے ہی زیادہ تعلق ہے۔ چونکہ آپؓ کی دینی مصروفیات بہت زیادہ تھیں اس لئے بچوں کی طرف توجہ دینے کے لئے وہی وقت ہوتا تھا جب آپؓ کھانے پر تشریف لاتے تھے۔

سیر و شکار کا بھی بہت شوق تھا۔ سفر میں سب ہی ساتھ ہوتے، بچوں کو گھوڑے کی سواری کرنا سکھاتے، ہمیں مچھلیاں پکڑنا سکھاتے، مرغابیاں اور مگ شکار کرتے۔ پکنک پر جاتے تو چھوٹی چھوٹی جزئیات میں اتنی دلچسپی لیتے کہ کسی اجنبی کو یہ محسوس ہوتا کہ شاید آپؓ کو اور کوئی کام ہی نہیں۔ زندہ دلی اور شگفتگی آپؓ پر ختم تھی۔ ہنسی مذاق میں بھی کڑی نظر ہر ایک پر رہتی تھی۔ جہاں ذرا بھی وقار یا شریعت یا جماعت کی روایات کے خلاف کوئی بات نظر آتی پھر کسی کا لحاظ نہیں کرتے تھے۔

اکثر نظمیں آپؓ نے سفر کے دوران کہی ہیں جب قدرے فراغت ہو۔ کبھی کسی محاورہ کے متعلق آپؓ کو شک ہوتا تو مجھے کہتے ابھی لغت نکالو اور دیکھو، یا حضرت اماں جانؓ کے پاس جاؤ اور اُن سے پوچھو کہ کیا یہ محاورہ اس طرح بولا جاتا ہے۔ چونکہ مَیں تیز لکھتی تھی اس لئے آپؓ نے ابتدا سے ہی مجھ سے لکھوانے کا کام لینا شروع کیا۔ خطوط، جلسہ کی تقاریر، تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر۔ اسی طرح کلید القرآن سے آیات قرآنیہ نکلوانی، یہ سب خود سکھایا۔

۴۸ء میں ہجرت کے بعد ہم کچھ عرصہ لاہور میں رہے تو بیگم تصدق حسین اور بیگم شاہنواز وغیرہ کئی دفعہ ملنے آئیں اور اپنی کئی تقریبات میں ہمیں بلایا۔ اس مشاعرہ کا دعوت نامہ بھی آیا۔ طرحی مشاعرہ تھا۔ مَیں نے حضورؓ سے عرض کیا تو کہنے لگے: مَیں لکھ دیتا ہوں۔ مَیں نے کہا نہیں، اگر اپنی ہوتی تو پڑھ دیتی۔ فرمایا: کیوں، حضرت مسیح موعودؑ نے بزبان حضرت اماں جان نظم نہیں کہی ہوئی!۔ خیر آپؓ نے ایک غزل کہی جو صاحبزادی امۃالباسط نے عورتوں کے مشاعرہ میں خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ یہ ناصحانہ نظم تھی اور بہت پسند کی گئی۔ اس کے چند اشعار یہ ہیں:-

کیسے بچاؤں نوح کے طوفاں سے گھر کو مَیں
رکتی نہیں ہے کیا کروں، اس چشم تر کو مَیں
جس سے بہارِ خانہ تھی جب وہ نہیں رہا
اُس کے بغیر کیا کروں دیوار و در کو مَیں
رہبر بھی مصطفیٰ، میرے دلبر بھی مصطفیٰ
جاتے تھے وہ جدھر کو چلوں گی ادھر کو مَیں
راہ وفا میں موت سے ڈرنا خدا بچائے
ملتی ہوں اپنے ہاتھ سے اپنے جگر کو مَیں
ہے میری آبرو تیرے ہاتھوں میں اے خدا
رکھتی ہوں تیرے پاؤں پہ لے اپنے سر کو مَیں
ہر لحظہ کارواں ہوا جاتا ہے دُور دُور
حسرت سے تک رہی ہوں پڑی رہگزر کو مَیں
یا نوچ ڈال پر مرے یا کھول دے قفس
قید قفس میں کیا کروں گی بال و پر کو مَیں

گرمیوں میں ڈلہوزی جاتے تو اکثر قرآن مجید کا درس دیتے جس میں گھر والے بھی شامل ہوتے اور دوسرے لوگ بھی۔ عربی صرف و نحو بھی گھر میں پڑھاتے رہے اور آپؓ سے پڑھ کر پہلی دفعہ یہ احساس ہوا کہ یہ تو مشکل مضمون ہی نہیں۔ قادیان میں درس القرآن گھر میں شروع کیا اور لوگوں کی درخواستوں پر اسے مسجد مبارک کے ساتھ والے کمرہ میں دینا شروع کردیا تاکہ دوسرے لوگ بھی استفادہ کرسکیں۔

جیسی محبت حضورؓ کو حضرت اماں جانؓ سے تھی اسکی مثال ملنی مشکل ہے۔ آپؓ کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے اور بیویوں سے بھی یہی امید رکھتے کہ حضرت اماں جانؓ کی جتنی ممکن ہو خدمت کریں گی۔ بہنوں اور بھائیوں سے بھی بہت محبت تھی۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ سے سب سے زیادہ بے تکلفی تھی۔ حضرت سیدہ امۃالحفیظ بیگم صاحبہ سے بھی بہت محبت تھی اور بالکل چھوٹی بہنوں والا پیار تھا۔ ان کی ذرا سی تکلیف برداشت نہیں تھی۔ اُن کے آپریشن کا معلوم ہوا، ہم لاہور گئے۔ آپریشن ہوگیا تو واپس آگئے۔ واپس آتے ہی علم ہوا کہ پھر دوبارہ طبیعت خراب ہوگئی ہے۔ ساری رات بے چین رہے اور سو نہ سکے، صبح ہوتے ہی لاہور روانہ ہوئے اور جب تک طبیعت نہ سنبھلی وہیں رہے۔

۴۷ء میں ہجرت کے بعد لاہور میں قیام کے دوران اپنے سارے خاندان کے اخراجات کا بوجھ اٹھایا اور جب تک حالات بہتر نہ ہوئے سب کا کھانا اکٹھا رہا لیکن انتہائی سادہ۔ فی کس ایک روٹی اور ایک وقت سالن اور ایک وقت دال۔ خود تو نصف روٹی بھی نہ کھاتے تھے، وہ بھی کسی بچہ کو جسے زیادہ بھوک لگی ہو دے دیتے تھے۔ جب یہ فیصلہ کیا گیا کہ خاندان حضرت اقدسؑ کی مستورات کو لاہور بھجوادیا جائے اور حضورؓ خود قادیان میں ٹھہرے تو مجھے حضورؓ کے ساتھ ہی ٹھہرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ میرے علاوہ صاحبزادی منصورہ بیگم بھی پیچھے ٹھہریں۔ آپؓ نے انہیں خرچ کی رقم دی کہ وہ کھانے کا انتظام کریں اور مَیں حضورؓ کے ساتھ کام میں لگی رہتی تھی۔ ہر وقت ادھر ادھر سے اطلاعات کے فون آتے تھے۔ آدھی رات حضورؓ جاگتے تھے۔ پھر مجھے جگادیتے تھے اور آپؓ آرام فرمالیتے۔

۵۱ء میں ربوہ میں حضورؓ نے بچیوں کی اعلیٰ تعلیم کیلئے جامعہ نصرت کا اجراء فرمایا۔ کوئی عمارت نہیں تھی، اپنی کوٹھی کالج کیلئے دی۔ فرخندہ بیگم سید محمود اللہ شاہ صاحب کو لاہور میں M.A. انگریزی کرنے کیلئے بھجوایا اور مجھے کالج کی ڈائریکٹرس مقرر کردیا۔ پہلے دو سال میرے علاوہ کالج میں سب مرد پڑھاتے رہے۔ مَیں عربی پڑھاتی تھی اور کالج کے انتظامی کام بھی کرتی تھی۔ روزانہ مجھ سے کالج کی رپورٹ لیتے۔ ۱۹۵۵ء کے بعد آپؓ کی بیماری کی وجہ سے مَیں نے پڑھانا چھوڑدیا، صرف نگرانی کرتی تھی۔

۴۰ء میں مَیں نے بی۔اے کیا تھا۔ پھر پڑھائی چھوڑ دی۔ ۴۷ء میں لاہور کے قیام کے دوران بعض بچیاں ملیں جو ایم۔اے عربی فائنل کی تھیں۔ ان کی کتب دیکھیں تو مجھے بہت آسان لگیں۔ مَیں نے آپؓ سے ذکر کیا تو آپؓ فرمانے لگے کہ یہاں لاہور میں رہتے ہوئے تم بھی امتحان دیدو۔ کتب ملتی نہیں تھیں۔ یونیورسٹی لائبریری سے قاضی محمد اسلم صاحب مرحوم کے ذریعہ سے لے کر اُن کی نقلیں کرواکے دیں اور جہاں سے کوئی بات سمجھ نہ آتی تو آپؓ خود سمجھا دیتے۔ آپؓ کے حوصلہ دینے سے صرف سات ماہ کی پڑھائی کے بعد امتحان دیدیا۔

تیس سال کا عرصہ آپؓ کے ساتھ گزرا۔ کہنے کو تو تیس سال تھے لیکن مَیں تو یہی کہوں گی:

روئے گُل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شد
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

(یعنی: ابھی پھولوں کے نظارے سے میری نظر سیر نہیں ہوئی تھی کہ بہار ختم ہوگئی۔ افسوس کہ پلک جھپکنے میں یار کی صحبت ختم ہوگئی۔)

Muslim Television Ahmadiyya
AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
26/02/2001 - 04/03/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 26th February 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Class: Lesson No.115, Final Part ®
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.160 ®
02.10 MTA USA: Alternative Methods of Healing
03.10 Urdu Class: Lesson No.84
04.05 Learning Chinese: Lesson No.202 ®
Hosted by Usman Chou Sahib
04.45 Mulaqat: With Young Lajna & Nasirat
Rec.03.04.00 With Huzoor ®
05.40 Documentary: Badshai Mosque, Lahore.
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Kudak No.26
Produced By MTA Pakistan
07.00 Dars Ul Quran: No.8 (1998) ®
By Hadhrat Khalifatul Masih IV
08.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.160 ®
09.30 Urdu Class: Lesson No. 84 ®
10.40 Documentary: Badshai Mosque Lahore ®
10.55 Indonesian Service: Friday Sermon
With Indonesian Translation
12.05 Tilawat, News
12.35 MTA Variety: Arrangement of Electricity
In Karachi
13.20 Rencontre Avec Les Francophones
Rec: 08.05.00
14.20 Bengali Service: Various Items
15.20 Homeopathy Class: Lesson No.192
16.30 Children's Class: Lesson No.116, Part 1
17.00 German Service: Various Programmes
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class: Lesson No.85
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.161
With Arabic Speaking Friends
20.35 Turkish Programme: With Mrs Emine Sahi
21.10 Rohani Khazaine: Programme No.20, Pt 2
Quiz about Braheen e Ahmadiyya
21.30 Rencontre Avec Les Francophones ®
22.30 Homeopathy Class: Lesson No.192 ®

Tuesday 27th February 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Class: Lesson No.116, Part 1®
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.161 ®
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
02.15 MTA Sports: Badminton Tournament
Rabwah vs Faislabad
02.30 Urdu Class: Lesson No.85 ®
03.30 Speech: by Hafiz Muzaffar Ahmad Sahib
04.25 MTA Variety: Bait Baazi
05.00 Rencontre Avec Les Francophones ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Class: Lesson No.116, Part 1 ®
07.10 Pushto Programme: Friday Sermon
Rec.14.05.99, With Pushto Translation
08.15 Rohani Khazaine: Prog.No.20/ Part 2 ®
08.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.161 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.85 ®
10.55 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.9
13.00 Bengali Mulaqat Rec: 09.05.00
14.00 Bengali Service: Various Items
15.00 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.162
16.00 Children's Corner: Guldasta No.7
16.35 Le Francais C'est Facile: Lesson No.9 ®
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.20 Urdu Class: Lesson No.86
Rec.11.08.95
19.15 Liqa Ma'al Arab: Session No 162
20.25 MTA Norway: Introduction to Islam
21.05 Bengali Mulaqat: With Hazoor ®
22.05 Hamari Kaenat: Programme No.81
Presneted by Syed Tahir Ahmad Sahib
22.25 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.162 ®
23.25 Le Francais C'est Facile: Lesson No.9 ®

Wednesday 28th February 2001

00.05 Tilawat, News
00.30 Children's Corner: Guldasta No.7 ®
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.162 ®
02.15 Bengali Mulaqat: Rec.09.05.00 ®
03.15 Urdu Class: Lesson No.86 ®
04.25 Le Francais C'est Facile: Lesson No.9 ®
04.55 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.162 ®
06.05 Tilawat, News
06.40 Children's Corner: Guldasta No.7 ®
07.10 Swahili Programme: Muzzakarah
On the topic of Hajj
08.05 Hamari Kaenat: No.81 ®
08.25 Liqa Ma'al Arab: Session No.162 ®
09.50 Urdu Class: Lesson No.86 ®
10.45 Documentary: Visit to Fort Rahtash in Jehlum
11.15 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.35 Urdu Asbaaq: Language Class
13.00 Atfal Mulaqat: Rec 10.05.00
With Hadhrat Khalifatul Masih IV
14.05 Bengali Service: Various Items
15.05 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.163
16.10 Urdu Asbaaq: ®
16.35 Children's Corner: Waqfeen Nau Programme
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat
18.15 Urdu Class: Lesson No.87
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.163
20.30 MTA France: Aurore
21.00 Atfal Mulaqat: Rec.10.05.00 ®
22.00 Keh kay Shan: Steadfastness
Presented by Nafees Ahmad Attique Sahib
22.25 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.163 ®
23.30 Urdu Asbaq: ®

Thursday 1st March 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Children's Workshop ®
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.163 ®
02.10 Atfal Mulaqat: Rec.10.05.00 ®
03.15 Urdu Class: Lesson No.87 ®
04.25 Urdu Asbaq: ®
04.50 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.163 ®
06.05 Tilawat, News
06.30 Children's Corner: Children's Workshop ®
06.55 Sindhi Programme: True Meaning of Jihad
Host: Syed Tahir Ahmad Suhail Sb
07.50 Tabarukaat: 'Seeratun Nabi (saw)'
By Hadhrat Maulana Abul Atta Sb.
Jalsa Salana Rabwah 1964
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.163 ®
10.00 Urdu Class: Lesson No.87 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Turkish: Lesson No.8
13.00 Q/A Session With Hazoor – Rec.29.11.97
Majlis Shura of Khudamul Ahmadiyya U.K.
14.05 Bengali Service: F/Sermon Rec: 27.01.95
With Bangali Translation
15.10 Homeopathy Class: Lesson No.193
16.15 Children's Corner: Guldasta No.8
Produced by MTA Pakistan
16.45 Children's Corner: Hikayate Shereen
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.10 Urdu Class: Lesson No.88
19.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.164
20.20 MTA Lifestyle: Al Maidah "Sweet Bread"
Presentation of MTA Pakistan
20.40 Tabarukaat: 'Seeratun Nabi (saw)' ®
By Hadhrat Maulana Abul Atta Sb.
21.35 Quiz History of Ahmadiyyat No.75
Host: Fahim Ahmad Khadim Sahib
22.15 Homeopathy Class: Lesson No.193 ®
23.25 Learning Turkish: Lesson No.8 ®

Friday 2nd March 2001

00.05 Tilawat, Dars-ul-Hadith, News
00.35 Children's Corner: Guldasta No.8 ®
01.05 Liqa Ma'al Arab: Session No.164 ®
02.15 Tabarukat:'Seeratun Nabi (saw)' ®
03.05 Urdu Class: Lesson No.88 ®
04.05 MTA Lifestyle: Al Maidah 'Sweet Bread' ®
04.25 Learning Turkish: Lesson No.8 ®
04.55 Homeopathy Class: Lesson No.193 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.40 Children's Corner: Guldasta No.8 ®
07.10 Quiz; History of Ahmadiyyat No.75 ®
07.50 Saraiky Programme: F/S With Siraiky
Translation Rec.19.05.00
08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.164 ®
09.55 Urdu Class: Lesson No.88 ®
By Hadhrat Khalifatul Masih IV
10.55 Indonesian Service: Tilawat, Dars ul Hadith
11.30 Bengali Service: Various Items
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
Darood Shareef
13.00 Friday Sermon: From London
14.00 Documentary: Exhibition on Seasonal Flowers
Part 2 - Presentation MTA Pakistan
14.25 Majlis e Irfan: Rec.26.05.00
15.15 Lajna Magazine: Programme No.6
15.55 Friday Sermon: ®
16.25 Children's Corner: Class No.41, Part 2
Produced by MTA Canada
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.05 Urdu Class: Lesson No.89
19.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.165
20.20 Interview: Mohammad Azam Akseer Sb.
Host: Naseer Ahmad Anjum Sb.
21.05 Documentary: Exhibition 'Seasonal Flowers'®
21.30 Friday Sermon: ®
22.30 Quiz Programme: MTA Pakistan
Philosophy of the teachings of Islam
23.05 Majlis Irfan: With Hazoor ®

Saturday 3rd March 2001

00.05 Tilawat, News
00.40 Children's Corner: Class No.40, Part 2
Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.10 Friday Sermon: By Hazoor ®
02.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.165 ®
03.20 Urdu Class: Lesson No.89 ®
04.20 Computers for Everyone: Part 88
Presented By Mansoor Ahmad Nasir Sahib
04.50 Majlis e Irfan: Rec.26.05.00 ®
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Class: No.40 Part 2 ®
Produced By MTA Canada
07.20 MTA Mauritius: Atfal Programme
07.45 Weekly Preview
08.05 Interview: Malik Salah uddin Sahib ®
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.165 ®
09.45 Urdu Class: Lesson No.89 ®
11.00 Indonesian Service: Various Items
12.05 Tilawat, News
12.40 Computers for Everyone: Part No.88 ®
13.10 German Mulaqat: Rec.06.05.00
14.10 Bengali Service: Various Items
15.10 Quiz: Khutabat-e-Imam
From Huzoor's Friday Sermons
15.45 Weekly Preview
16.00 Children's Class: With Huzoor
17.00 German Service: Various Items
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.20 Urdu Class: Lesson No.90
19.30 Liqa Ma'al Arab: Session No.166
20.30 Arabic Programme:A few extracts
from Tafseer ul Kabeer – No.5
21.05 Weekly Preview
21.25 Children's Class: By Huzoor ®
22.25 MTA Variety:Moanadeen Hadhrat Masih E
Maud Ka Anjaam
22.55 German Mulaqat: ®

Sunday 4th March 2001

00.05 Tilawat, News
00.50 Quiz Khutabat-e-Iman
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.166 ®
02.20 MTA Variety: Interview
02.55 Urdu Class: Lesson No.90 ®
04.00 Weekly Preview
04.10 Seeratun Nabee (saw): Prog. No.22
04.50 Children's Class: With Hazoor
06.05 Tilawat, News, Preview
07.00 Quiz Khutbat-e-Imam ®
07.25 German Mulaqat: 06.05.00 ®
08.25 Chinese Programme: Part 32
Islam Amongst Religions
09.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.166 ®
10.05 Urdu Class: Lesson No.90 ®
11.10 Indonesian Service: Various Programmes
12.05 Tilawat, News
12.50 Learning Chinese: Lesson No.203
With Usman Chou Sahib
13.20 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat
Rec. 07.05.00
14.10 Bengali Service: Various Programmes
15.15 Friday Sermon: From London ®
15.45 Medical Matters: Child And Mother
Healthcare No.5
16.00 Weekly Preview
16.25 Children's Class: Lesson No.116
Final Part Rec.03.05.98
16.55 German Service: Various Items
18.05 Tilawat,
18.15 Urdu Class: Lesson No.91
Rec. 30.08.95 With Hadi Ali Sb.
19.20 Weekly Preview
19.35 Liqa Ma'al Arab: Session No.167
Rec. 29.05.96 – With Imam Sb.
20.40 MTA USA: Speech by Syed S.A. Nasir Sb.
On the Occasion of Hadhrat Masih e Maud
(AS) Day.
21.30 Darsul Quran No. 9 Rec:10.01.98
23.00 Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®
With Hadhrat Khalifatul Masih IV

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 | Friday, February 23, 2001 | Issue No. 8

بین المذاہب نمائش میں
جماعت احمدیہ میلبورن (آسٹریلیا) کا تبلیغی سٹال

(رپورٹ مرتبہ: وحید احمد۔ سیکرٹری اشاعت ملبورن آسٹریلیا)

مورخہ ۲۰ر جنوری ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ جماعت احمدیہ میلبورن کو ایک بین المذاہب نمائش میں شرکت کا موقعہ ملا اور اس موقعہ پر اسلام کی نمائندگی میں "مذہب اور آرٹ" سے متعلق اسلامی تعلیمات کو پیش کیا گیا۔

نمائش کا انتظام

اس مذہبی نمائش کا انتظام Interfaith network of city of greater Dandenong نے کیا تھا۔ یہ نمائش Jan Wilson کیمونٹی سنٹر واقع Dandenong North میں منعقد ہوئی۔ اس نمائش کا موضوع "مذہب اور آرٹ" تھا۔ اور اس کے لئے دوپہر ایک بجے سے ساڑھے چار بجے کا وقت رکھا گیا تھا۔

جماعت احمدیہ کا لوگو (Logo)

سٹیج پر تمام مذہبی تنظیموں کے Logo آویزاں کئے گئے تھے جن میں جماعت احمدیہ کا لوگو بھی موجود تھا۔ یہ لوگو ۴۰×۴۰ سنٹی میٹر کے سفید کپڑے پر بنا ہوا تھا جس پر سب سے اوپر کلمہ طیبہ اور اس کا انگریزی ترجمہ، نیچے احمدیہ مسلم ایسوسی ایشن آف آسٹریلیا کے الفاظ اور درمیان میں "Love for all hatred for none" کے کلمات تحریر کئے گئے تھے۔ جبکہ ان کلمات کے بائیں طرف "مینارۃ المسیح" بنایا گیا تھا۔

جماعت احمدیہ کا لوگو انٹرفیتھ والوں کے پاس ہی رہتا ہے۔ جب بھی کوئی مذہبی تقریب انٹرفیتھ کی طرف سے ہوتی ہے تو وہ ازخود Display کردیتے ہیں جو جماعت احمدیہ کے تعارف کا ایک مستقل ذریعہ ہے۔

سٹال کی تیاری و تزئین

تمام مذہبی تنظیموں کو ساڑھے بارہ بجے دوپہر مقررہ کیمونٹی سنٹر پہنچ کر اپنے اپنے سٹال لگانے کے لئے کہا گیا تھا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ میلبورن کو کیمونٹی سینٹر کے بڑے ہال کے اندر داخل ہوتے ہی دروازے کے بائیں جانب جگہ دی گئی تھی۔ سٹال کی تزئین اس طرح کی گئی کہ دیوار پر سب سے اوپر کلمہ طیبہ مع انگریزی ترجمہ اور اس کے نیچے اسلام اور قرآن کریم سے متعلق بعض اہم غیر مسلم شخصیات کے تعریفی کلمات چارٹ کی شکل میں آویزاں کئے گئے تھے۔

میز کے اوپر دائیں طرف جماعت احمدیہ کا تعارف اور جماعت کی ترقی اور خدمات کا جائزہ گراف کی صورت میں دکھایا گیا۔ جبکہ بائیں طرف خانہ کعبہ اور مسجد بیت الہدیٰ سڈنی کی تصاویر رکھی گئی تھیں۔ اور درمیان میں مفت تقسیم کئے جانے والے اسلام اور احمدیت کے تعارف پر مبنی فولڈرز اور حضور ایدہ اللہ اور کی معرکہ آراء تصنیف "Revelation, Rationality Knowledge & Truth" بھی رکھی گئی تھی۔

اسلام کی نمائندگی میں "مذہب اور آرٹ" کے موضوع پر تقریر

دوران نمائش تمام مذہبی تنظیموں کو مقررہ موضوع پر کچھ کہنے کا موقعہ بھی دیا گیا۔ اس موقعہ پر ہندو، سکھ، عیسائی، بدھ، بہائی، برہماکاری، ستھیا سائی بابا کے نمائندوں نے اپنے اپنے مذہب کے حوالے سے کسی نے اپنی مذہبی تعلیمات کو پیش کیا اور کسی نے مذہبی گیت، اشلوک اور شبدھ پیش کئے جبکہ اسلام کی نمائندگی میں مولانا قمر داؤد کھوکھر صاحب (مبلغ سلسلہ میلبورن) نے پندرہ منٹ کے لئے "اسلام اور آرٹ" کے موضوع پر مختصر تقریر کی جس میں انہوں نے مختصراً اسلام کا تعارف اور آرٹ سے متعلق اسلامی تعلیمات کو اللہ تعالیٰ کی صفات "اَلْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ" کے حوالے سے پیش کیا۔

نمائش کے شرکاء

جماعت احمدیہ کے اس سٹال پر مکرم قمر داؤد کھوکھر صاحب (مبلغ سلسلہ)، مکرم وحید احمد صاحب اور مکرم اسامہ احمد صاحب سیکرٹری تعلیم ہمہ وقت موجود رہے۔ اس نمائش کی تقریب میں مختلف مذاہب کے لیڈروں کے علاوہ مختلف مذاہب کے ماننے والے لوگ بھی شریک ہوئے۔ مقامی سٹی کی لیڈی میئر Clr.Angela Long اور وکٹوریہ اسٹیٹ کے ممبر پارلیمنٹ Mr.John Lenders بھی شریک ہوئے۔

جماعت احمدیہ کے سٹال پر آنے والے مختلف کیمونٹیز کے لوگ اسلام سے متعلق زبانی گفتگو بھی کرتے رہے اور اسلام اور احمدیت کے متعلق فولڈرز بھی ساتھ لے جاتے رہے۔ سٹال کے ٹیبل پر حضور انور کی کتاب بھی رکھی گئی تھی۔ ایک سنجیدہ مزاج آسٹریلین سٹال پر آئے تو حضور کی کتاب بڑی دلچسپی سے دیکھتے رہے پھر کہنے لگے میں اس کتاب کو جب تک میں یہاں ہوں کچھ دیر دیکھ سکتا ہوں۔ جب انہیں وہ کتاب دی گئی تو وہ سارا وقت اس کتاب کی ورق گردانی کرتے رہے۔ پروگرام کے اختتام پر ان کے ذوق و شوق کو دیکھتے ہوئے یہ کتاب انہیں تحفۃً دے دی گئی جو انہوں نے بڑی خوشی سے قبول کی۔ انہوں نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ وہ جماعت کے کسی پروگرام میں شرکت کرنا چاہتے ہیں۔ اس غرض کے لئے خود ہی انہوں نے رابطہ کے لئے اپنا فون نمبر دیا۔

علاوہ ازیں مذکورہ بالا ممبر پارلیمنٹ کو بھی حضور انور کی کتاب تحفے کے طور پر پیش کی گی جو انہوں نے بڑی خوشی سے قبول کی۔ اس طرح اللہ کے فضل سے اس نمائش کے ذریعہ اسلام اور احمدیت کو متعارف کروانے کا موقع میسر آیا۔ الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ اس کے شیریں ثمرات عطا فرمائے۔

غانا (مغربی افریقہ) کے صدارتی انتخابات میں
جماعت احمدیہ نے آبزرور کا کردار ادا کیا

(رپورٹ: فہیم احمد خادم۔ غانا)

تاریخ غانا کے مطابق پہلے وزیر اعظم Dr. Kwame Nkrumah کے بعد ملک کی باگ ڈور زیادہ عرصہ فوجی حکومت کے ہاتھوں میں رہی۔ البتہ گزشتہ آٹھ سال سے ملک میں سول حکومت ہے۔ دستور کے مطابق ہر چار سال بعد انتخابات کرانے لازمی ہیں جبکہ کوئی صدر دو ٹرم پوری کرنے کے بعد تیسری بار صدارتی انتخاب کے لئے کھڑا نہیں ہو سکتا۔

دسمبر ۲۰۰۰ء میں غانا کے صدارتی و پارلیمانی انتخابات ہوئے۔ انتخابات کا غیر جانبدارانہ مشاہدہ کرنے کے لئے ملک میں غیر سیاسی حلقوں میں سے ۱۵۰۰ افراد کا انتخاب کیا گیا۔ ان میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی میں ۳۰۰ احباب شامل ہوئے۔ ان غیر جانبدار آبزرورز (Observers) نے انتخابات کے دوران اپنی ڈیوٹی انتہائی ذمہ داری سے ادا کی۔ خدا کے فضل سے اس قومی خدمت کے باعث ملک میں جماعت احمدیہ غانا کی عزت و وقار میں خاصا اضافہ ہوا ہے۔

انتخابات کے پرامن انعقاد کے سلسلہ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی دعائیہ درخواست کی گئی۔ الحمدللہ کہ خدا کے فضل سے ملک بھر میں یہ انتخابات پرامن رہے۔ اس کا مشاہدہ کرنے والے ملکی اور غیر ملکی نمائندوں نے اسے منصفانہ اور آزادانہ قرار دیا۔

قرآن کریم کی تلاوت کی غرض

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں مگر طوطے کی طرح یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں۔ جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھادھند پڑھتا جاتا ہے۔ نہ خود سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سپارے پڑھ لئے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیا اور ق اور ع کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے۔ مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے"۔

(ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن صفحہ ۲۸۴۔۲۸۵)

(مرسلہ: ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، تعلیم القرآن وقف عارضی)

هفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔